رجسٹرڈ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

تار کا پتہ

ایس نمبر ۱۴۱۱ — آزادی نمبر — پوسٹ بکس نمبر ۷۳۹۴

المصلح

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

کراچی

الہام حضرت مسیح موعود — بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد

ہمارا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ دینی قومی اور ملی مفاد کی خاطر میں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا

قیمت فی پرچہ ۳/

چندہ سالانہ — پاکستان میں ۲۴ روپے — بیرون ممالک سے ۳۳ روپے

خط و کتابت بنام منیجر

المصلح کا اجرا نوجوانوں میں مذہبی روح پیدا کرنا اور حقیقی اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہے۔

جلد ۶ — ۱۴ ظہور ۱۳۳۲ ہش مطابق ۱۴ اگست ۱۹۵۳ء — شمارہ

بانی پاکستان
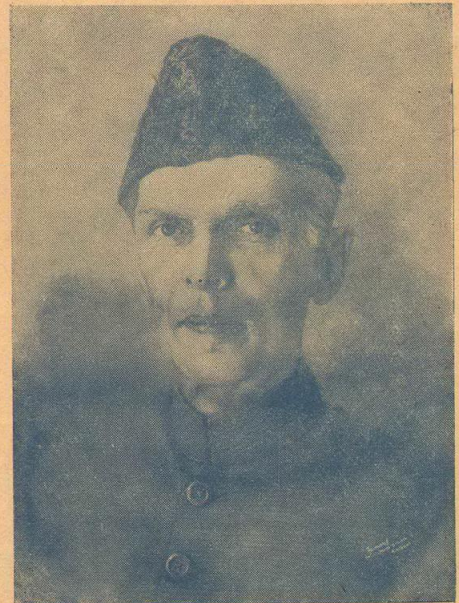
قائداعظم محمد علی جناح

ایڈیٹر عبدالقادر بی اے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی علالت

کنری ۱۳ اگست (بذریعہ تار) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف قلب اور انگوٹھے میں درد کی تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

قائدِ اعظم

تعطیل

مورخہ ۱۴/۸/۵۲ کو بوجہ یوم استقلال تعطیل ہوگی۔ اس لئے ۱۵/۸/۵۲ کا پرچہ شائع نہ ہوگا

مینیجر

سوال	جواب
وہ کیا گر تھا کہ جس سے کامراں تھے قائدِ اعظم؟	سیاست کے عظیم اک پہلواں تھے قائدِ اعظم
لگا تھا ہاتھ کیونکر اُن کو زینہ ارجمندی کا؟	ہُنر آتا تھا اُن کو قوم کی شیرازہ بندی کا
کہاں سے ہو گئے تھے جمع اُن کے گرد پروانے؟	پرو سکتے تھے وہ اک تار میں تسبیح کے دانے

سمجھتے تھے وہ ہے یہ فرقہ بازی سانپ زہریلا
سمجھتے تھے وہ ہے یہ دشمنانِ مُلک کا حیلہ

ناصح

پاکستان ہمارا وطن ہے۔

پاکستان ہمارا وطن ہے ۔۔ جان سے بڑھ کر پیارا وطن ہے
اپنی آنکھ کا تارا وطن ہے ۔۔ اپنے دل کا سہارا وطن ہے

جان سے بڑھ کر پیارا وطن ہے
پاکستان ہمارا وطن ہے

مصر یہی کنعان یہی ہے ۔۔ لعل و گہر کی کان یہی ہے
لالہ۔ گل۔ ریحان یہی ہے ۔۔ سورج چاند ستارا وطن ہے

جان سے بڑھ کر پیارا وطن ہے
پاکستان ہمارا وطن ہے

ناصح

قائدِ اعظم نے فرمایا

● جو لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پاکستان کو ختم کر دیں گے۔ بڑی بھول میں مبتلا ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو پاکستان کا شیرازہ بکھیرنے میں کامیاب ہو سکے۔ اس پاکستان کا جواب مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکا ہے۔ ہمارے دشمنوں کے ان خوابوں یا ارادوں کا نتیجہ جس کی وجہ سے وہ قتل یا خونریزی پر اتر آئے ہیں۔ سوائے اس کے کچھ نہ نکلے گا کہ کچھ معصوم و بیگناہ انسانوں کا خون ہو۔ یہ لوگ اپنی حرکتوں سے اپنے فرقہ کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگا رہے ہیں۔ مہذب و متمدن دنیا ان کے وحشیانہ طرزِ عمل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گی۔

● میں خدا سے۔ دعا کرتا ہوں کہ تو نے ہی یہ آزاد و خود مختار سلطنت ہمیں بخشی ہے۔ تو ہی یہاں کے باشندوں کو مصائب و آلام برداشت کرنے کی ہمت دے۔ اور صبر و استقلال عطا فرما۔ اور انہیں یہ صلاحیت بھی دے۔ کہ ہر قسم کے اشتعال کے باوجود وہ پاکستان کی خاطر اسکے امن و امان کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہیں۔ (بیان قائدِ اعظم ۲۴ اگست ۱۹۴۷ء)

● آپ آزاد ہیں اپنے مندروں مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں جانے کے لئے آپ پاکستان کی مملکت میں بالکل آزاد ہیں آپ کسی مذہب فرقہ عقیدہ سے تعلق رکھیں۔ اس سے کاروبار سلطنت کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم اس بنیادی اصول سے اپنے نظام کا آغاز کر رہے ہیں۔ کہ ہم سب ایک ہی مملکت کے شہری ہیں اور مساوی الحیثیت۔ ہمیں اس مسلک کو اپنے نصب العین کے طور پر سامنے رکھنا چاہیئے۔ (مجلس دستور ساز پاکستان سے خطاب ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء)

● ہمیں قوم کی حیثیت سے ایک ہو کر رہنا چاہیئے۔ بڑی پرانی کہاوت ہے کہ اتحاد میں قوت ہے۔ اتحاد میں فتح ہے۔ اور اختلاف میں شکست۔

(۷ اپریل ۱۹۴۸ء لیکچر پشاور)

آگے قدم بڑھائے جا

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ

ذکرِ خدا پہ زور دے ظلمتِ دل مٹائے جا
گوہرِ شب چراغ بن دنیا میں جگمگائے جا

دوستوں دشمنوں میں فرق؟ دأبِ سلوک یہ نہیں
آپ بھی جامِ مے اڑا غیر کو بھی پلائے جا

خالی امید ہے فضول سعیِ عمل بھی چاہیئے۔
ہاتھ بھی تو ہلائے جا آس کو بھی بڑھائے جا

جو لگے تیرے ہاتھ سے زخم نہیں علاج ہے۔
میرا نہ کچھ خیال کر زخم یونہی لگائے جا

مانیں نہ مانیں اِس سے کیا بات تو ہوگی دو گھڑی
قصۂ دل طویل کر بات کو تو بڑھائے جا

کشورِ دل کو چھوڑ کر جائینگے وہ بھلا کہاں
آئیں گے وہ یہاں ضرور تو انہیں بس بلائے جا

منزلِ عشق ہے کٹھن راہ میں راہزن بھی ہیں۔
پیچھے نہ مڑ کے دیکھ تو آگے قدم بڑھائے جا

عشق کی سوزشیں بڑھا جنگ کے شعلوں کو دبا
پانی بھی سب طرف چھڑک آگ بھی تو لگائے جا

گلے ہیں مشفقانہ آشنا کا ہاتھ دیکھا ہے

رواں تو ناتوانوں پر جفا کا ہاتھ دیکھا ہے!
مگر کیا ناتوانوں کے خدا کا ہاتھ دیکھا ہے؟

کبھی تجھ کو بھلا سکتا نہیں اے قادرِ مطلق
وہ جس نے آنکھ سے چلتا قضا کا ہاتھ دیکھا ہے

خلیل اللہ کی سانسوں کو شعلے آزماتے ہیں۔
تلاطم نے بھی موسیٰؑ کے عصا کا ہاتھ دیکھا ہے

پریشاں حالی و درماندگی میں بارہا ہم نے
گلے ہیں مشفقانہ آشنا کا ہاتھ دیکھا ہے

کہا ہے "ما رمیت اذ رمیت" حق تعالیٰ نے
یدِ بیضا سے بڑھ کر مصطفےٰؐ کا ہاتھ دیکھا ہے

وبا کرتی ہے لمبا ہاتھ جب اپنا زمانے میں
لرزتا تیرے در سے خود "وبا" کا ہاتھ دیکھا ہے

نکل پڑتے ہیں جب کینہ وری کی میان سے خنجر
سپر اپنی تری مہر و وفا کا ہاتھ دیکھا ہے

اُمڈ آتے ہیں جس دم گھپ اندھیرے ناامیدی کے
چمکتا گھپ اندھیروں میں رضا کا ہاتھ دیکھا ہے

نہیں تو یہ رہتا جسم و قلب و روح کو خدشہ
کہ ہم نے آزما کر خود شفا

روزنامہ المصلح کراچی

مورخہ ۱۴ ظہور ۱۳۳۲ھ ش

سوالوں کا سوال

ہر پاکستانی جانتا ہے کہ ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء کو پاکستان کو بطور ایک اسلامی آزاد مملکت کے معرض وجود میں آئے پورے چھ سال ہو چکے ہیں۔ ہم ہر سال ۱۴ اگست کو یوم آزادی مناتے ہیں۔ اور ہر سال ذرا ٹھہر کر محاسبہ کر لیتے ہیں۔ کہ اس کے معرض وجود میں آنے سے کہ اب تک ہم نے ترقی کی کتنی منازل طے کی ہیں۔ آیا ابھی ہم اپنے بچپن کے اسی دور میں ہیں۔ جہاں اپنے پاؤں چلنا مشکل ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے سہارے زندگی بسر کی جاتی ہے۔ یا اس دور سے گزر کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کوئی فرد یا کوئی قوم اپنی تمام زندگی میں بھی دوسروں کے سہارے اور تعاون سے بالکل آزاد ہو کر زندگی بسر نہیں کر سکتی۔ خاصکر آجکل جبکہ رسل و رسائل اور نقل و حرکت کے ذرائع اور سامان بہتات سے موجود ہو گئے ہیں۔ اور ہر ملک دوسرے ہمسایہ ہی نہیں۔ بلکہ دور دراز ملکوں کی پیداوار سے بھی متمتع ہونا چاہتا ہے۔ اس لئے یہ تو بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کے کمال پر پہنچکر بھی دوسری اقوام کے سہارے اور تعاون سے کبھی بالکل آزاد ہو جائیں۔ لیکن اس کے باوجود زمانہ حال میں عموماً ایسے ممالک موجود ہیں جو دوسروں سے زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرتے ہوئے بھی اپنا ایک خاص آزادانہ قیام رکھتے ہیں۔ اور دوسروں سے تجارتی لین دین کی انتہائی صورت کے باوجود پھر بھی اپنی آزادانہ وطنی شان قائم کئے ہوئے ہیں۔ اپنے مقبوضہ علاقہ پر بلا شرکت غیرے پورا پورا تصرف رکھتے ہیں۔ اپنے وطن کی دولت اپنی مرضی سے جہاں جی چاہتا ہے خرچ کرتے ہیں۔ اور جس قوم یا ملک سے چاہتے ہیں آزادانہ تعلقات پیدا کرتے ہیں۔ اپنی اندرونی اور بیرونی پالیسیوں میں بالکل آزاد ہوتے ہیں۔ کسی دوسری طاقتور سے طاقتور قوم کے رہین یا تابع مرضی نہیں ہوتے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ آزادانہ طور پر بعض مفادات کی صورت میں دوسری اقوام سے بعض امور خارجہ و داخلی شرکت کر لیں۔ مگر وہ ایسا کرنے میں کسی بیرونی دباؤ کو قبول نہیں کرتے۔ بلکہ دوسروں کے ساتھ ایک ہی سطح پر کھڑے ہوتے ہیں۔ الغرض وہ اپنے ملکی معاملات میں مختار کل ہوتے ہیں۔ اسی کو انگریزی میں

(Full Sovereanty) مکمل خود مختاری کہا جاتا ہے۔

مغربی ممالک میں سے بہت سے ایسے ہیں جن پر مکمل خود مختاری کی یہ تعریف صادق آتی ہے۔ ایشیائی خاصکر اسلامی ممالک میں سے بھی بہت سے ایسے ممالک ہیں۔ جو اصولاً واقعی خود مختاری کے تمام مبینہ حقوق رکھتے ہیں۔ جیسے کہ مصر سعودی عرب۔ عراق۔ ایران۔ افغانستان۔ پاکستان انڈونیشیا وغیرہم مگر اسکے باوجود ہمیں افسوس سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ گو اصولاً یہ تمام ممالک آزاد و خود مختار کہلاتے ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو حقیقت میں آزاد اور خود مختار نہیں بلکہ کسی نہ کسی حد تک مغربی طاقتور اقوام انہیں اپنا رہین بنائے ہوئے ہیں۔ اور جو نہ صرف ان کے امور خارجہ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بلکہ بس چلے تو اندرونی معاملات میں بھی دخل اندازی کرنے سے نہیں چوکتیں۔ مثلاً مصر ہے یا ایران ہے۔ یہ دونوں ممالک قانوناً آزاد و خود مختار ہیں۔ مگر برطانیہ نے ان دونوں ملکوں کو بعض ایسے یکطرفہ معاہدات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے کہ ان دونوں ملکوں کے لوگ اپنے آپ کو بالکل آزاد و خود مختار نہیں سمجھتے۔ اور کشمکش کر رہے ہیں کہ اسکے جال کے رہے سہے حلقے توڑ کر واقعی بالکل آزاد اور خود مختار ہو جائیں۔ مصر میں برطانیہ نے نہر سویز کے علاقہ کی حفاظت کے بہانہ سے فوجی قبضہ جمایا ہوا ہے۔ اور سچ یہ ہے۔ کہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے جب سے مصر کو ہوش آیا ہے۔ مصریوں کی تمام تر قوتیں برطانیہ کے جال کو توڑنے میں صرف ہو رہی ہیں۔ ایران میں برطانیہ نے ایک خاصی مدت تک اینگلو ایرانین آئل کمپنی کے پردہ میں نہ صرف اس کی قدرتی دولت اپنے قبضہ میں کئے رکھی ہے۔ بلکہ وہ اس کی اندرونی اور بیرونی سیاست پر بھی اپنا سایہ ڈالتا رہا ہے۔

مغربی اقوام کی اسلامی آزاد و خود مختار ممالک پر اپنا سیاسی اثر قائم رکھنے کی یہ تو بدیہہ مثالیں ہیں۔ جن کو دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ اور بچہ بچہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ طاقتور اقوام کا جبر ہے۔ اور بین الاقوامی قانون کی صریح خلاف ورزی ہے۔

ان کی حالت اگرچہ ان اسلامی اور دیگر مشرقی ممالک سے بہت بہتر ہے جو براہ راست ان طاقتور اقوام کے اس بہانے سے زیر دام آئے ہوئے ہیں۔ کہ وہ پسماندہ ہیں اور آزادی کے قابل نہیں اپنے پاؤں کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اور ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ بھارت پاکستان اور انڈونیشیا بھی اسی فہرست میں داخل تھے۔ اور گو اسلامی ممالک میں سے کئی ایسے ہیں جن کا بظاہر آزادانہ اور خود مختاری میں مصر اور ایران سے بھی اونچا درجہ ہے۔ مثلاً سعودی عربیہ پاکستان وغیرہ اور ہم پاکستانی بلند مینار پر کھڑے ہو کر کہہ سکتے ہیں کہ ہم کسی کے محکوم نہیں۔ اور کہ ہم ہر بات میں بالکل آزاد اور خود مختار ہیں۔ اور ہم پر کسی قوم کا خواہ چھوٹی ہو یا بڑی کوئی دباؤ نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی شبہ بھی نہیں کہ ہم پورے پورے آزاد و خود مختار ہیں۔ اور ایسا اعلان کرنے میں حق بجانب ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا واقعی ہم ویسے ہی آزاد و خود مختار ہیں جیسا کہ مثلاً خود برطانیہ یا امریکہ یا فرانس یا مثلاً روس ہیں نہیں نہیں! بلکہ سوال یہ ہے کہ کیا ہم اتنے آزاد ہیں جتنا کہ مثلاً چین آزاد ہے یا برطانیہ کی وہ نو آبادیاں جہاں ان کی اپنی نسل کے لوگ آباد ہیں مثلاً جنوبی افریقہ آسٹریلیا اور کینیڈا آزاد ہیں؟

ہمیں آزادی اور خود مختاری حاصل کئے ہوئے پورے چھ سال ہو چکے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اتنے عرصہ میں کیا ہم نے اتنی ترقی کی ہے کہ ہم آزادی اور خود مختاری میں برطانیہ امریکہ فرانس کا نہ سہی روس اور چین کا بھی نہیں صرف برطانیہ کی نو آبادیات جنوبی افریقہ۔ آسٹریلیا اور کینیڈا ہی کا مقابلہ کر سکیں۔ ہم نے اس چھ سال کے عرصہ میں واقعی بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ ہم نے اپنی اقتصادی حالتوں۔ تجارت۔ صنعت و حرفت بین الاقوامی تعلقات الغرض بیسیوں باتوں میں واقعی بڑی ترقی کی ہے۔ ہمارا گزشتہ چھ سالہ ریکارڈ اس کا شاہد ہے۔ حکومت کی طرف سے جو ترقیات کی سالانہ رپورٹ شائع ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارا قدم شاہراہ ترقی پر ہر پہلو سے آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے۔ بین الاقوامی لحاظ سے بھی ہم نے نہ صرف اپنا ہی وقار دنیا میں بڑھایا ہے۔ بلکہ اسلامی ممالک اور تمام پسماندہ ممالک کی ایسے زور سے وکالت کی ہے۔ کہ خود وہ ممالک بھی ہمارے مداح ہیں۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس لحاظ سے پاکستان کا صرف وجود ہی بڑی وقعت رکھتا ہے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ فی الواقعہ یہ صحیح ہے کہ پاکستان کے نئے وجود کی وجہ سے اسلامی ممالک کی خوفزدہ اور لرزتی ہوئی فضا میں ایک سکون ایک ٹھہراؤ ایک اطمینان کا رنگ پیدا ہو گیا ہے۔

یہ سب درست ہے اندرونی مادی ترقیاں بھی درست اور بین الاقوامی تعلقات کا استحکام بھی صحیح مگر سوالوں کا سوال جو ہے وہ یہ ہے کہ آخر ہم نے بحیثیت مجموعی اس چھ سال کے عرصہ میں پاکستانی قومیت کی عمارت کی تعمیر میں کیا کیا ترقی ہے۔ اگر ہماری تجارت کا جال تمام کرہ ارض پر پھیل بھی جائے۔ اگر ہم ایک دو نہیں دس بیس نہیں سینکڑوں صنعت گاہیں بنا بھی رکیں۔ ہمارے بنائے ہوئے مال ساری دنیا کی منڈیوں پر چھا بھی جائیں۔ ہماری فوجی قوت اتنی بڑھ بھی جائے۔ کہ امریکہ کا ایٹمی ذخیرہ اسکے سامنے ہیچ نظر آنے لگے۔ یہ سب کچھ ہو جائے۔ لیکن اگر ہم ایک ٹھوس محب الوطن قومیت بنانے میں ایک انچ بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔ غور فرمائیے ہماری یہ تمام مادی دولتیں ہمارے کس کام کی ہیں؟

ہماری سب سے بڑی سیاسی پارٹی مسلم لیگ ہے اور قدرتاً وہی برسر اقتدار بھی ہے۔ جہاں تک اسکے اصولوں کا تعلق ہے مجرب اور آزمودہ ہیں۔ ہم نے ان کے ذریعہ آزادی و خود مختاری جیسی بے بہا نعمت حاصل کی ہے۔ اور یقیناً یہ اصول ایسے ہیں کہ اگر تمام اسلامی دنیا ان کو اپنا لے۔ تو یقیناً بڑی بڑی فتوحات حاصل کر سکتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا خود پاکستان کا بچہ بچہ ان اصولوں کے نشہ سے سرشار ہو چکا ہے۔ کیا ہمارے بچہ بچہ کے دل میں وطن کی محبت جاگزین ہو چکی ہے؟

ہمارا مطلب یہ نہیں کہ تمام پاکستانی مسلم لیگی ہی بن جائیں نہیں۔ بے شک اس کے مخالف حزب اختلاف بھی بنے۔ اور وہ قدم قدم پر برسر اقتدار پارٹی کا دامن حریفانہ انداز سے بھی کھینچے مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا مسلم لیگ نے اپنا یہ فرض ادا کر دیا ہے۔ یا اس میں کچھ ترقی کی ہے کہ پاکستان کے بچہ بچہ کی رگ میں حب الوطنی کا خالص خون لہریں مار رہا ہو۔ اور دنیا کا کوئی لالچ کوئی دھمکی معاندانہ طاقت اس کو اس موقف سے لڑکھڑا نہ سکے۔

یہ کوئی غیر ممکن امر نہیں ہے جس کا پاکستانی قومیت سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ سوال صرف اتنا ہے کہ کیا ایک پاکستانی کے دل میں قومی جذبہ اس حد تک ہے جیسا کہ مثلاً انگریز یا ایک امریکی میں یا ایک جاپانی یا کم از کم ایک چینی کے دل میں پایا جاتا ہے پیدا ہو چکا ہے؟ ہم ہر پاکستانی سے پوچھتے ہیں کہ اس چھ سال کے عرصہ میں ہم نے اپنی ٹھوس قومیت کی عمارت میں کتنی مضبوط اینٹوں کا اضافہ کیا ہے؟ کیا ہمارے ملک کی فضا ایسی ہو گئی ہے۔ کہ یہاں خود غرضی خویش پروری۔ چور بازاری سمگلنگ وغیرہ اور سب سے بڑھ کر غداری کے کڑوے درخت نشوونما پانے کے قابل ہو چکے ہیں۔ کیا ہمارے دیس کی ہوا میں اتنا جراثیم کش مادہ پیدا ہو چکا ہے۔ جو ہر قسم کے معاندانہ جراثیم کا مقابلہ کر کے اس پر فتح یاب ہو سکتا ہے؟

— یہ ہے سوالوں کا سوال —

یہ چیز ہے جس کی ترقی کا جائزہ بھی ہمیں ہر سال لینا چاہیئے۔ اور حکومت کو ہر سال اس لحاظ سے ملک کی رفتار کی ترقی کی رپورٹ بھی شائع کرنی چاہیئے۔

حصولِ آزادی کے بعد ہماری ذمہ واریاں

آزادی کا حصول اتنا مشکل نہیں جتنا اس کا قائم رکھنا اور اسے مستحکم کرنا

(محمد شفیع اشرف)

پاکستان آج کی دنیا میں سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے اور ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ کی خاص تقدیر نے اسلام اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اسے قائم فرمایا ہے۔ اور اس کے قیام سے نہ صرف اس خطہ کے مسلمانوں ہی کی بلکہ عالم اسلام کی فلاح اور بہبود وابستہ فرمائی ہے۔ آزادی اور خود مختاری جیسی بخشش بہا نعمت اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ قرآن شریف میں جہاں بنی اسرائیل کو اللہ تعالےٰ نے نعمت جیسے سب سے بڑے انعام کا احساس دلایا ہے۔ وہاں حکومت اور آزادی کا بھی ذکر فرمایا ہے یہ انعام خدا کے خاص فضل کے ساتھ ملت کی سالہا سال کی متفقہ کوششوں کے بعد برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں کو عطا ہوا۔ اور ان میں سے کم از کم آٹھ کروڑ مسلمانوں کو پاکستان کی شکل میں ایک خطۂ ارض ایسا ملا۔ جہاں وہ غلامی کی ظلمتوں سے نکل کر آزادی کی روشن فضا میں سانس لے سکیں۔ اور اپنے نقطۂ نگاہ کے مطابق اپنی زندگی کی راہوں کو خوشی اور آزادی کے ساتھ متعین کر سکیں اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کی قدر اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ ہمیں بہت بڑی قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی۔ اس ایک نعمت کے حصول کے لئے ہماری لاکھوں نعمتیں چھینی گئیں۔ اس ایک دولت کے ملنے میں ہمارے ہزاروں خزانے لوٹے گئے۔ اور اس ایک روشنی کی خاطر ہمارے ہزاروں چراغ گل ہوئے۔

جہاں اس نعمت کے لئے ہم نے اتنی بڑی قیمت دی اور اتنی بڑی قربانیوں کے بعد اسے حاصل کیا۔ وہاں لازماً اس کے قائم رکھنے مضبوط کرنے اور محفوظ تر بنانے کے لئے ہمیں اور زیادہ محنت اور قربانی کرنی پڑے گی۔ اس لئے کہ آزادی ایک ایسی نعمت ہے۔ جو اپنے ساتھ بہت بڑی ذمہ واریاں بھی لاتی ہے۔ اس کا حصول اتنا مشکل نہیں جتنا اس کا قائم رکھنا اور اسے مستحکم کرنا۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اسی پہلو ... جماعت احمدیہ کے افراد اور پاکستان کے تمام رہنے والوں کو مختلف مواقع پر اپنے خطبات تقاریر اور مختلف تحریروں کے ذریعہ تاکید فرمائی ہے۔ اور اس طرف متوجہ فرمایا ہے۔ کہ وہ آزادی کے بعد کی ذمہ واریوں کو نباہنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ ۱۹۴۸ء میں جب آپ کراچی تشریف لائے تو آپ نے تھیوسافیکل ہال میں لیکچر دیتے ہوئے فرمایا۔ انا اعطینٰک الکوثر

فصل لربک وانحر ۵ ان شانئک ھو الابتر ۵ کے الفاظ گو ایک رنگ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتے ہیں مگر ایک رنگ میں آج پاکستان کے ہر فرد کے سامنے یہ الفاظ رہنے چاہئیں۔ انا اعطینٰک الکوثر خدا نے آپ لوگوں کو ایک آزاد حکومت دے دی ہے۔ جس میں اسلامی طریقوں پر عمل کرنے کا آپ لوگوں کے لئے موقعہ ہے۔ اب اس دوسرے حصہ کو پورا کرنا مسلمانوں کا کام ہے کہ فصل لربک وانحر۔ وہ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کریں عبادتیں بجالائیں۔ اور اپنی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ملک اور اپنی قوم اور اپنے مذہب کی عزت بچانے کے لئے ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہوجائیں۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں۔ کہ اگر مسلمان ان پر عمل کرلیں تو اللہ تعالےٰ ان سے وعدہ کرتا ہے۔ کہ ان شانئک ھو الابتر وہ دشمن جو آج انہیں کچلنا چاہتا ہے خود کچلا جائے گا۔ وہ دشمن جو انہیں تباہ کرنا چاہتا ہے خود تباہ ہوجائیگا۔ صرف اس احسان کے بدلے جو اللہ تعالےٰ نے ان پر کیا ہے۔ کہ اس نے انہیں کوثر بخشا۔ اللہ تعالےٰ ان سے دو باتیں چاہتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ اپنا دین درست کرلیں۔ اور عبادت اور دعاؤں اور ذکر الٰہی میں مشغول ہوجائیں اور دوسرے یہ کہ وہ اپنے دین اور مذہب کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کریں۔ جب وہ ایسا کرلیں گے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان شانئک ھو الابتر۔ یہ مت خیال کرو کہ تم تھوڑے ہو۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ تم کمزور ہو۔ اگر اس جذبہ اور نظریہ اور ایمان سے تم کھڑے ہوگے تو خدا بے غیرت نہیں۔ خدا بے وفا نہیں۔ وہ چھوڑے گا نہیں۔ جب تک وہ اس زبردست دشمن کو جو تم پر حملہ کررہا ہے تباہ اور برباد نہ کردے۔

یہ ایک چھوٹی سی سورۃ ہے۔ مگر قومی فرائض اور ذمہ واریوں کی وہ تفصیل جو اس سورۃ میں بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالےٰ سے امداد حاصل کرنے کے وہ ذرائع جو اس سورۃ میں بیان کئے گئے ہیں۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سورۃ آج ہر پاکستانی کے سامنے رہنی چاہیئے۔ خصوصاً ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس سورۃ کے مضامین پر غور کرے۔ اور اس کے مطابق اپنی عملی زندگی بنالے۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی اس تقریر میں جن امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہر بہی خواہ پاکستان ان کو اپنا شعار بنالے۔ اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ اگر ہم خدا کے حضور دعائیں کریں۔ اس کی عبادت بجالائیں۔ اپنی زندگی کو صحیح معنوں میں اسلامی زندگی بنائیں اور ملک وقوم کی عزت وحرمت اور حفاظت کے لئے اپنی جان مال وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائیں۔ تو دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اور اس سے نہ صرف یہ کہ ہم اپنی آزادی کی حفاظت ہی کرسکیں گے بلکہ تمام اقوام عالم کی راہنمائی کا فرض ادا کرسکنے کے بھی قابل ہوجائیں گے۔ اور یہی وہ دن ہوگا جب اسلام کا جھنڈا زمین کے کناروں تک لہراتا ہوا نظر آئے گا۔

آج پاکستان میں چھٹا یوم آزادی منایا جارہا ہے۔ اس دن کا مقصد صرف یہی نہیں۔ کہ ہم چراغاں کرلیں۔ چند غرباء میں کھانا تقسیم کردیں۔ یا ممکن ہوا تو بڑے بڑے شہروں میں فوجیوں اور رضاکاروں کی مارچ پاسٹ دیکھ لی۔ یا ایسی ہی کوئی اور تقریب پیدا کرلی۔ یہ چیزیں بھی ضروری ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے جو نعمت عطا فرمائی ہے۔ مناسب (؟) اور جائز طریق سے اس کا اظہار اور تحدیث ہونی چاہیئے۔ لیکن اصل مقصد اس دن کی آمد کا اور ان سب اہتمامات کا یہ ہے کہ ہم آزاد قوموں کی طرح نئے سرے سے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کے لئے قربانی اور ایثار کا عہد کریں۔ ایک نئے عزم کے ساتھ تیار ہوں۔ اپنی گذشتہ خامیوں اور کوتاہیوں پر غور کریں۔ ان کا جائزہ لیں۔ اور آئندہ کے لئے مومنانہ بصیرت اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ اپنے ملک اور قوم کی ترقی کے لئے لائحہ عمل تجویز کریں۔ اور ان سب چیزوں کے حصول کے لئے خود اپنی زندگی (؟) میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کرنے کا مضبوط ارادہ کرلیں۔ اسی لئے کہ قوم دراصل افراد کا مجموعہ ہے۔ اگر افراد کے سینوں میں اس دن خدمت ملک کے لئے ایک نئی مشعل روشن ہوگئی۔ اور انہوں نے یہ عہد اور عزم کرلیا۔ تو یقیناً اللہ تعالےٰ کے افضال کے جذب کرنے کا بھی یہ ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ان سب مادی کوششوں کے ساتھ ہر لمحہ ہر پاکستانی کو بلا لحاظ عقیدہ وفرقہ ومذہب اپنے خدا کے حضور دست بدعا رہنا چاہیئے۔ کہ وہ پاکستان کی ترقی اور سالمیت کے لئے ہر باشندے کو اس کی نیک صلاحیتوں کے مطابق (؟) خدمت کی توفیق دے اور جس طرح اس نے پاکستان کے حصول میں قربانی دی تھی۔ اسی طرح اس کے استحکام کے لئے وہ ہمیشہ قربانی پر آمادہ رہے۔ قائد اعظم نے فرمایا تھا۔

”میں خدا سے یہ دعا کرتا ہوں۔ کہ تو نے ہی یہ آزاد وخود مختار سلطنت ہمیں بخشی ہے۔ تو ہی یہاں کے باشندوں کو مصائب وآلام برداشت کرنے کی ہمت دے۔ اور صبر واستقامت عطا فرما۔“

اللہ تعالےٰ ہم سب پاکستانیوں کو صحیح معنوں میں پاکستان کی خدمت کی توفیق دے۔ اور طاقت دے۔ کہ آزادی کے بعد کے فرائض کو صحیح رنگ میں ادا کرسکیں۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ

نے ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمایا۔

”مجھے اللہ تعالےٰ اپنی خاص مشیئت کے ماتحت پاکستان لایا ہے۔ تاکہ مسلمانوں کی ایک مضبوط اور طاقتور حکومت بن جائے۔ اور ایک دفعہ پھر اسلامستان قائم ہوجائے۔ جہاں خدا تعالےٰ کی اطاعت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت ہو۔ اور ہم انشاء اللہ اسکو استوار کرکے چھوڑینگے۔ بے شک لوگ اسے مجذوب کی بڑ سمجھیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں پاکستان کو دولت کے مقام (تہایا کرلیزی) مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں نہیں کہتا کہ میں اس کام کو مکمل کروں گا۔ لیکن میں اس عمارت کو بنتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ لوگ اس عمارت کی تیاری کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔ اور ان اہم ذمہ واریوں کو جو آزادی کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہیں۔ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیں۔“ (الفضل ۳۰ دسمبر ۱۹۴۷ء)

مہاجرین کی آبادکاری

شاید ہی دنیا کی کوئی حکومت آبادکاری کے اتنے شدید اور نازک مسئلہ سے دوچار ہوئی ہو جتنی حکومت پاکستان اپنے آغاز سے اب تک رہی ہے۔ پاکستان میں مہاجرین کی آبادی اب اسی لاکھ سے زیادہ ہے۔

مغربی پنجاب سے ۵۵ لاکھ لوگوں نے ترک وطن کیا۔ اور ۶۷ لاکھ مہاجر داخل ہوئے۔ مشرقی پاکستان میں بھی مہاجرین کی آمد اور ۱۹۵۰ء کے لیاقت نہرو معاہدہ کے بعد ہندوؤں کے واپس آجانے کی وجہ سے آبادی میں اضافہ ہو گیا۔ مغربی اور مشرقی پاکستان میں ہندوستان سے مہاجرین کی آمد کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ جس سے مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ کسی حد تک مستقل حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

زرعی مہاجرین کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے۔ جن کی آبادی مغربی پاکستان میں ۴۶ لاکھ ہے۔ ان میں سے پنجاب میں ۳۹ لاکھ۔ سندھ میں ۲ لاکھ ۸۰ ہزار۔ بہاولپور میں ۳ لاکھ ۱۶ ہزار اور صوبہ سرحد میں ۱۱ ہزار تین سو بارہ ہیں۔ ان کو شروع میں عارضی الاٹمنٹ۔ تقاوی قرضے دیگر قرضے اور سہولتیں دی گئیں۔ لیکن اب ان کو تصفیہ آبادکاری کی اسکیم کے تحت متعدد حقوق دے دیئے گئے ہیں۔ اور زیادہ تر مہاجرین کو آباد کر دیا گیا ہے۔ ان کی آبادکاری میں صوبائی حکومتوں نے ۸ کروڑ سے زیادہ روپے خرچ کئے ہیں۔

آبادکاری کے مسائل

مشرقی پاکستان میں زرعی مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ زیادہ دشوار ہے۔ کیونکہ وہاں متروکہ زمین نہیں ہے۔ اور زمین کی مانگ بہت زیادہ ہے۔ پھر بھی صوبائی حکومت مرکزی امداد کے ساتھ ۸-۲۸ زرعی خاندانوں کو بسانے کے لئے ایک اسکیم کو عملی جامہ پہنا رہی ہے۔

اراضی کو دوبارہ قابل کاشت بنانے کے لئے صوبوں میں کئی اسکیمیں زیر غور ہیں۔ مثلاً پنجاب میں علاقہ تھل کا منصوبہ ہے۔ جس سے ۵۰ لاکھ ایکڑ اراضی دوبارہ قابل کاشت بنائی جائے گی۔ اب تک یہاں ۵۵ ہزار مہاجرین کو بسایا جا چکا ہے۔ تھرپارکر کے علاقہ میں بنجر زمین کو دوبارہ قابل کاشت بنانے کیلئے سکیم تیار کی جا رہی ہے۔ صوبہ سرحد میں بھی ایک اسکیم موجود ہے۔ جس سے ۵ ہزار مہاجر خاندانوں کو فائدہ ہوگا۔

بنیادی ضروریات

شہری مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ بھی دشوار ہے۔ کیونکہ ان کی بنیادی ضرورت مکان اور نوکری کی ہے۔ چونکہ تارکین وطن کے مقابلہ میں مہاجرین کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے مکانات کی قلت کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور ان مہاجرین نے مختلف طریقوں سے سکونت کا مسئلہ حل کیا ہے۔ جو اطمینان بخش نہیں ہے۔ اور یہ حالت کراچی میں خاص طور پر ہے۔ اس کا واحد حل یہ ہے۔ کہ موجودہ شہروں کو وسیع کیا جائے۔ اور نواحی بستیاں بسائی جائیں۔

آبادکاری کی بڑھتی ہوئی ضروریات کی خاطر رقم جمع کرنے کے لئے مہاجر ٹیکس عائد کیا گیا جس کے تحت نومبر ۱۹۵۰ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۵۳ء تک ۲ کروڑ ۷۶ لاکھ روپے جمع کئے گئے۔ یہ رقم اور مرکز کی جانب سے ۵ کروڑ روپے آبادکاری کی منظور شدہ اسکیموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے صوبوں کو دے دیئے گئے۔ صوبوں کو ۳ کروڑ ۶۶ لاکھ روپے کا قرضہ بھی اس سلسلہ میں دیا گیا ہے۔ ان اسکیموں کے تحت مشرقی اور مغربی پاکستان میں تقریباً تمام بڑے شہروں میں نواحی بستیاں بنائی جائیں گی۔ جن کو خاص اہمیت دی جا رہی ہے۔

پنجاب

پنجاب کو تین کروڑ روپے کی رقم دی گئی۔ جس میں سے ۲ کروڑ روپے لائلپور۔ ملتان گوجرانوالہ۔ سرگودھا۔ منٹگمری۔ راولپنڈی لاہور اور جھنگ میں نواحی بستیاں قائم کرنے پر خرچ ہوں گے۔ جن میں ۷۷۲۶۵ مہاجر خاندان بسائے جا سکیں گے۔ ان علاقوں میں مسجدیں۔ ہسپتال۔ اسکول اور زچہ خانے وغیرہ ہوں گے۔

سندھ

حکومت سندھ۔ حیدرآباد۔ میرپور خاص اور نواب شاہ میں تین نواحی بستیاں قائم کر رہی ہے۔ جہاں ایک لاکھ سے زیادہ مہاجر بسائے جا سکیں گے۔ ان بستیوں کے لئے مرکز نے ۹۱ لاکھ ۸۰ ہزار روپیہ کی رقم دی ہے۔ کام کا کافی حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ غریب مہاجرین کے لئے ۳ سو چھوٹے کوارٹر تعمیر ہو چکے ہیں۔

بلوچستان

کوئٹہ میں ۷ لاکھ ۹۴ ہزار روپے کی لاگت پر ایک آباد[illegible] تعمیر کرنے کی اسکیم منظور کر لی گئی ہے۔ [illegible] والے سکیم کے تحت غریب مہاجرین کے لئے نہایت [illegible] تیار ہو[illegible] سستے مکانات بنائے جائیں گے [illegible]

کراچی

پاکستان کے [illegible] دارالحکومت ہونے کی حیثیت سے مہاجرین کے لئے کراچی بہت جاذبیت رکھتا ہے۔ تقسیم سے قبل اس کی آبادی کل ۳ لاکھ تھی۔ مگر اب ۱۳ لاکھ ہو گئی ہے۔ جو اس شہر کے لئے بہت زیادہ ہے۔ اس لئے صحت و صفائی۔ فراہمی آب اور سکونتی مکانات کا انتظام کرنا کافی دشوار ثابت ہو رہا ہے۔ یہاں حکومت نے دس ہزار کوارٹر تعمیر کرائے ہیں۔ جن میں ۷۰ ہزار مہاجر آباد ہیں۔ مگر اب بھی چالیس ہزار خاندان بے گھر ہیں۔ لہذا شہر کے آس پاس بستیاں بسانے کی تجویز ہے۔ جہاں مہاجرین کو بہتر مکانات الاٹ کئے جائیں گے۔ اس اسکیم کی ترقی و تعمیر کی لاگت ۲۵ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے ہوگی۔ حکومت نے تعمیر مکانات کی امداد باہمی کی انجمنوں کو ۳ ہزار ایکڑ اراضی دی ہے۔ اسی طرح نجی طور پر تعمیر مکانات کی ہمت افزائی کی جا رہی ہے۔

مشرقی بنگال

مشرقی بنگال کی حکومت میرپور۔ نرائن گنج۔ کالی گنج اور تین گاؤں میں نواحی بستیاں بسا رہی ہے۔ ان میں سے پہلی اسکیمیں مرکز نے منظور کر لی ہیں۔ نرائن گنج میں ۵۰۰ مکانات اور ڈھاکہ میں مہاجر بازار تعمیر کرنے کی اسکیموں کو مرکز نے منظور کر لیا ہے۔

آبادکاری مہاجرین کی پاکستانی کارپوریشن نے دستکار مہاجرین کی آبادکاری کے لئے کئی گھریلو صنعتیں جاری کی ہیں۔ ۱۹۴۸ء سے اب تک کارپوریشن نے ایک کروڑ ۱۰ لاکھ روپے کی رقم دی ہے۔ حکومت پاکستان نے کئی مقامات پر تربیت خانے کھول دیئے ہیں۔ جہاں فنی تربیت دی جاتی ہے۔

دارالحکومت کی زندگی کے چھ سال

کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنانے کے بعد اس شہر کے نظم و نسق میں متعدد تبدیلیاں کی گئیں۔ اور اس کی زندگی کا چھٹا سال شروع ہونے سے کچھ قبل اسے چیف کمشنر کا صوبہ بنا دیا گیا۔

پاکستان کا دارالحکومت بننے کے بعد سے کراچی کے اہم مسائل وہی ہیں۔ جو اس شہر کی سرگرمی کو بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کے مطابق بنانے کے باعث پیدا ہوئے ہیں۔ یہ شہر ابتداء میں صرف تین لاکھ انسانوں کے لئے آباد کیا گیا تھا۔ لیکن اب اس شہر کی آبادی ۱۳ لاکھ سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ اور اس میں مہاجرین کی بکثرت آمد سے برابر اضافہ ہو رہا ہے۔

اس شہر کے اہم مسائل میں مکانات اور آب رسانی کا مسئلہ خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ پہلے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ہاؤسنگ سوسائٹیاں قائم کی گئیں۔ اور حکومت نے مختلف سوسائٹیوں کو بغیر قیمت لئے ۲۶۰۶ ایکڑ زمین دی۔ ان سوسائٹیوں نے اس زمین کو ہموار کیا۔ جس کے نتیجہ میں شہر کے مختلف حصوں میں سینکڑوں نئے مکانات تعمیر ہو گئے۔ خوبصورت بستیوں کے آباد ہونے سے لگتا ہے کہ دیوار کی شکل ہی بدل گئی۔ اور آج کل بھی یہاں ٹرکوں اور مزدوروں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ جو نئے مکانات کی تعمیر میں برابر مصروف ہیں۔

اگرچہ ڈیلیگیشن اسکیم پر عملدرآمد سے جس کے ذریعہ روزانہ مزید ایک کروڑ گیلن پانی حاصل ہو رہا ہے۔ پانی کی قلت کسی حد تک دور ہو گئی ہے۔ تاہم اس کی رسد اب بھی ناکافی ہے۔ چنانچہ پانی کی رسد صرف معینہ اوقات میں ملتی ہے۔ کھوکھراپار سے مہاجرین کی آمد کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور ان کی بحالی ہنوز ایک نازک مسئلہ ہے۔ حکومت نے مزید ۲۰۰۰ ایکڑ اراضی ہموار کرنے اور مہاجرین کو تعمیر مکانات کے لئے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس علاقہ کی پیمائش ہو چکی ہے۔ اور توقع ہے کہ پاکستان کی ساتویں سالگرہ سے قبل چالیس ہزار خاندان باقاعدہ بحال ہو جائیں گے

کھوکھراپار سے مہاجرین کی آمد کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ اور ان کی بحالی ہنوز ایک نازک مسئلہ ہے۔ حکومت نے مزید ۲۰۰۰ ایکڑ اراضی ہموار کرنے اور مہاجرین کو تعمیر مکانات کے لئے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس علاقہ کی پیمائش ہو چکی ہے۔ اور توقع ہے کہ پاکستان کی ساتویں سالگرہ سے قبل چالیس ہزار خاندان باقاعدہ بحال ہو جائیں گے۔

قیام پاکستان سے پانچویں سال کے اختتام پر کل ۳۱۸ پرائمری اور سکنڈری اسکول تھے۔ جن میں ۷۰۰۴۰ طالب علم پڑھتے تھے۔ گذشتہ سال کے دوران میں ۲۲ اور اسکول بنائے گئے۔ اور طالب علموں کی تعداد بڑھ کے نوے ہزار ہو گئی۔

ڈاکٹری اور صحت کے میدان میں اس سال کی نمایاں کامیابی یہ ہے۔ کہ انتظامات صفائی کی اصلاح ہوئی۔ جس کے باعث کسی حد تک بیماری پھیلنے کا سدباب ہوا۔ شہر کے نواحی علاقوں میں رہنے والے مہاجرین کی سہولت کے لئے چھ سفری شفاخانے بھی قائم کئے گئے۔ بلدیہ کراچی نے بھی اپنی امپروومنٹ کی سکیموں پر عملدرآمد کی رفتار تیز کر دی ہے۔ شہر کی بہت سی سڑکیں چوڑی کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ان میں چند شاہراہوں میں دوطرفہ راستے رکھے گئے ہیں۔ جن کے درمیان میں درخت لگائے گئے۔ اور میدان بھی بنائے گئے ہیں۔ اور کچھ سڑکوں پر عنقریب سیمنٹ لگائی جائے گی۔ شہر کی بیشتر سڑکوں پر بجلی کی نلکیوں والے بلب لگائے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے رات کو شہر زیادہ حسین معلوم ہوتا ہے۔

ایک اور منصوبہ کے تحت جو سال رواں کے دوران میں مکمل ہو جائے گا۔ ۲۵ لاکھ روپے کے خرچ سے ایک بیوہ گھر اور سرکاری یتیم خانہ بنایا جائے گا۔

پاکستان میں تعلیم

خطۂ پاکستان کی تعلیمی پست حالی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ تقسیم کے وقت یہاں پنجاب اور ڈھاکہ میں صرف دو یونیورسٹیاں تھیں۔ اور سندھ میں یونیورسٹی زیر تشکیل تھی۔ لہٰذا اس کمی کو دور کرنے کے لئے پشاور صوبہ سرحد اور کراچی میں یونیورسٹیاں قائم کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے۔ اور راجشاہی میں ایک یونیورسٹی حال ہی میں قائم کی گئی۔

پاکستان کے تعلیمی نظام کی از سر نو تشکیل پر غور کرنے کے لئے حکومت پاکستان نے نومبر ۱۹۴۷ء میں ایک تعلیمی کانفرنس مرکزی وزیر تعلیم کی صدارت میں کراچی میں منعقد کی تھی۔ جس کی سفارشات پر مرکزی حکومت نے چار مشاورتی ادارے مقرر کئے تھے۔ جن کا کام تعلیمی امور میں حکومت کو مشورے دینا تھا۔ تعلیم دراصل صوبوں کے متعلق ہے۔ مرکزی وزارت تعلیم کا کام قومی بنیاد پر تعلیم کے پاکستان گیر ترقی کے منصوبے بنانا ہے۔

کراچی یونیورسٹی

کراچی یونیورسٹی کا قانون ۱۲ مارچ ۱۹۵۲ء کو نافذ کیا گیا۔ اور یونیورسٹی کی تشکیل کے لئے اقدامات کئے گئے۔ یونیورسٹی کو ساز و سامان اور عملہ وغیرہ کا بھی انتظام کرنا تھا اس سلسلہ میں کافی ساز و سامان اب مہیا کیا جا چکا ہے۔ کئی محکموں کے نگرانوں کا تقرر ہو چکا ہے۔ اور بعض مضامین کی تعلیم بھی شروع ہو چکی ہے۔ تعلیم کو تجارتی بنیاد پر چلانے کے خطرے کی روک تھام کے لئے حکومت نے پڑھائی کی فیس معین کر دی ہے۔

کراچی کے کالجوں کے طلباء کے لئے ۲۰ روپے سے ۴۰ روپے ماہوار تک کے ۹۷ وظیفے منظور کئے گئے ہیں۔ ۱۹۵۲-۵۳ء میں حکومت نے کراچی کے غیر سرکاری کالجوں کو مجموعی طور پر ایک لاکھ چودہ ہزار روپے کے امدادی عطیے دیئے۔

پاکستان میں فنی تعلیم

پاکستان کی فنی تعلیم کی کونسل کی سفارش پر کراچی میں اپنی طرز کا پہلا فنی ہائی اسکول قائم کیا گیا ہے۔ جو کئی اعتبار سے منفرد ہے۔ صوبائی اور ریاستی حکومتیں بھی اپنے اپنے علاقوں میں فنی ہائی سکول قائم کر رہی ہیں

کثیر الفنون ادارے

فنی تعلیم کی کونسل کے تجویز کردہ ۳ کثیر الفنون اداروں میں سے ایک کے قیام کے لئے اقدامات کئے جا چکے ہیں۔ امریکہ کا فورڈ فونڈیشن اس اسکیم کے سلسلہ میں ہونے والے غیر ملکی زر مبادلہ کے اخراجات کی حد تک پاکستان کی مدد کر رہا ہے۔ کثیر الفنون ادارہ متعدد شعبوں پر مشتمل ہوگا۔ جس میں دو سالہ کا کورس ہوگا۔ اس میں مختلف قسم کی تجارتوں کے متعلق مختصراً کورس بھی شامل ہوگا۔ مخصوص مضامین میں رات کو تعلیم شروع کرنے کی تجویز منظور ہو چکی ہے۔ سندھ انڈسٹریل ٹریڈنگ اسٹیٹ میں ۱۲۷ ایکڑ زمین حاصل کی جا چکی ہے۔ جس پر ۱۸ لاکھ روپیہ کی لاگت سے عمارتوں کی تعمیر کا کام شروع کیا جائیگا۔ ۲۱ لاکھ روپیہ کے آلات امریکہ میں خریدے جا چکے ہیں۔ جو جولائی ۱۹۵۳ء کے آخر تک کراچی پہنچیں گے۔ فورڈ فاؤنڈیشن کے تحت آلات کے نصب کرنے کے لئے تین ماہرین اسی سال اگست میں کراچی آئیں گے۔

انجینئرنگ کالج

کراچی - لاہور اور ڈھاکہ میں انجینئرنگ کالج موجود ہیں۔ پشاور میں بھی ایک کالج کھولا گیا ہے۔ ڈھاکہ کے کالج میں مختلف شعبوں کی از سر نو تنظیم کی گئی ہے۔

فنی ادارے

ڈھاکہ میں تین فنی ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ جن میں مختلف قسم کی تربیت دی جاتی ہے۔

یونیسکو کوپنس

یونیسکو کوپنس اسکیم کے تحت حکومت پاکستان نے بیرونی ممالک سے کتابوں وغیرہ کی خریداری کے لئے ۱۲۷۲۸۰ پونڈ کے کوپنس فروخت کئے ۲۱ مئی ۱۹۵۲ء کے ایک معاہدہ کے تحت یونیسکو کی جانب سے تعلیمی سائنٹفک اور ثقافتی مواد کا مفت فراہم کیا جانا منظور کیا گیا۔

بہبودی کا خاص پروگرام

مرکزی حکومت کی جانب سے ۴۹۹۴۸۳۸ روپے کی غیر متواتی رقم سے مختلف صوبوں اور ریاستوں کے لئے بہبودی کے ایک خاص پروگرام کے لئے منظوری دی گئی ہے۔ اور ۱۳۰۴۵۱۵۷ روپیہ کی رقم اب تک دی جا چکی ہے۔ اس امداد سے وزارت تعلیم حکومت پاکستان کے ۱۹۵۱ء میں تیار کردہ تعلیمی ترقیوں کے شش سالہ منصوبہ میں بھی مدد دی جائے گی۔

فنی امداد

اس امداد کے تحت تعلیمی تربیت کی ۹۸ سہولتیں بہم پہنچائی گئیں۔ جن میں سے ۱۸ کراچی کے کثیر الفنون ادارہ میں ۱۹۵۳ء میں استعمال ہوں گی۔ اور بقیہ مختلف صوبوں اور ریاستوں میں استعمال کی جائیں گی۔ حکومت برطانیہ نے آٹھ فنی ہائی اسکولوں کے لئے آلات ۲۰۰ پونڈ کی کتابیں دینے کا وعدہ کیا ہے اور ۴۰ اساتذہ کی چار سال کی تربیت بھی دینا منظور کیا۔ فنی امدادی پروگرام کے تحت مختلف ممالک نے بھی پاکستانیوں کو تربیت دینے کا وعدہ کیا ہے۔

یونیسکو فنی امداد

اس امداد کے تحت یونیسکو کی جانب سے حکومت پاکستان نے معدنیات کے دو پروفیسروں کی خدمات حاصل کیں۔ جو آج کل پنجاب اور ڈھاکہ کی یونیورسٹیوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان علوم کی غیر ممالک میں تربیت کے لئے دو وظائف منظور کئے گئے۔ اور ڈھاکہ یونیورسٹی میں ۱۹۵۲-۵۳ء میں سوشل سائنس کی تعلیم کے لئے تین پروفیسر آئے۔

ریڈیو کا عطیہ

اقوام متحدہ کی جانب سے ناروے میں قائم شدہ بچوں کی کمیٹی نے ۱۲۰ ریڈیو بطور عطیہ دیئے۔ جو مختلف صوبوں اور ریاستوں کو تقسیم کر دیئے گئے۔

غیر ملکی تربیت

۱۹۴۹ء میں حکومت پاکستان کی جانب سے بیرونی ممالک میں تربیت کی اسکیم کے تحت ۷۶ وظائف دیئے گئے۔ مختلف غیر ممالک کی جانب سے بھی اگست ۱۹۴۷ء سے اب تک ۲۳۰ وظائف دیئے گئے۔ ۷۶ اشخاص تربیت پا کر واپس آ چکے ہیں۔ ۱۰۱ ابھی زیر تربیت ہیں۔ ۳۱ اشخاص تربیت حاصل کرنے کے لئے بہت جلد جا رہے ہیں ۱۲ مزید وظائف کے متعلق اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔ حکومت پاکستان نے مرکزی اور صوبائی حکومتوں و نجی صنعتوں کی ضروریات کے لئے سائنٹفک اور فنی مضامین میں تین سال سے زیادہ تربیت کے لئے ۲۷۰ وظائف کی منظوری دی ہے۔

پست اقوام کے لئے وظائف

پست اقوام کے لئے وظائف کے بورڈ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ ۱۹۵۲-۵۳ء میں ۲۴۷ اشخاص کو ۱۴۲۰۰۰ روپیہ کے وظائف دیئے گئے۔

ثقافتی سرگرمیاں

ثقافتی وظائف کی اسکیم کی طرف پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرونی طلباء کو ۱۹۵۲-۵۳ء میں ۱۸ وظائف دیئے گئے۔ ۳۰ اراکین پر مشتمل ایک پاکستانی ثقافتی وفد نومبر۔ دسمبر ۱۹۵۲ء میں ترکی گیا۔ ۱۹۵۰ء میں ایک ترکی کا وفد پاکستان کے خرچ پر پاکستان آیا۔ پاکستان نے نومبر ۱۹۵۲ء میں کولمبو کی بچوں کی آرٹ کی نمائش میں شرکت کی اور اٹاوہ کی تعلیمی اور ثقافتی نمائش میں بھی شریک ہوا۔

پاکستان کے تعلیم کے مشاورتی بورڈ کا پانچواں اجلاس مارچ ۱۹۵۳ء میں بہاولپور میں منعقد کیا گیا۔ جہاں یہ طے کیا گیا۔ کہ اردو زبان متبادل ذریعہ تعلیم ہوگی۔ اور ایک اردو اکاڈمی قائم کی جائیگی۔ غیر ممالک کے تعلیمی اور ثقافتی اداروں کو پاکستان اور اسلام کے متعلق ۳۰۰۰ روپیہ کی کتابیں تقسیم کی گئیں۔

سالانہ اور مخصوص امدادیں

مرکزی حکومت کی جانب سے مشرقی بنگال میں تعلیم بالغان کے لئے ۲۱ مرکز کھولے گئے۔ جو یکم اپریل ۱۹۵۲ء سے انجمن حروف القرآن کے تحت چلائے جا رہے ہیں۔ انجمن کو مرکزی حکومت سے امداد بھی دی جا رہی ہے

شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کو امداد

اس صوبہ میں عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مرکزی حکومت کی جانب سے ۱۹۵۲ء میں بیس ہزار روپیہ کی رقم منظور کی گئی۔

اس کے علاوہ پاکستان کے مختلف اداروں کو اجتماعی طور پر ۲۵۱۰۴۳ روپیہ کی امداد دی گئی۔

بلوچستان کی تعلیمی ترقی

معاشرتی ترقی کے پروگرام کے تحت ۳۷۵۰۰۰ روپیہ کی لاگت سے صوبہ میں لائبریریوں کے قیام اور کوئٹہ کی لڑکیوں کے اسکولوں کے لئے بسوں اور دوسرے سامان کے لئے تین اسکیموں کی منظوری دی گئی۔

معنوی دولت

"معنوی دولت ہی کسی ملک کی اصل قوت ہوا کرتی ہے۔ باقی سب چیزیں اس کے مقابلے میں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر پاکستان کا ہر جوان عقل سے کام لے۔ اور دماغ پر زور دے اور یہ اقرار کرے۔ کہ مجھے تمام قوتیں ملک و ملت کے لئے وقف کر دینی ہیں۔ تو یقیناً ہماری ساری ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔"

(حضرت امام جماعت احمدیہ)

طبی تعلیم اور صحت عامہ

پاکستان میں کل چھ میڈیکل کالج ہیں جن میں مجموعی طور پر ۲۴۵ طلباء کے داخلہ کا انتظام ہے دو کالج لاہور میں ہیں۔ اور کراچی۔ ڈھاکہ۔ ملتان اور حیدرآباد میں ایک ایک کالج ہے

ہر کالج میں نشستوں کی تعداد حسب ذیل ہے:۔ ڈو میڈیکل کالج کراچی ۱۳۰۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور ۱۲۰۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان ۷۵۔ ڈھاکہ میڈیکل کالج ڈھاکہ ۱۰۰۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین لاہور ۷۵ اور لیاقت میڈیکل کالج حیدرآباد ۴۲

ان تمام میڈیکل کالجوں میں ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا پانچ سالہ نصاب ہے۔ لاہور میں پاکستان کے سب سے پرانے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں پوسٹ گریجویٹ کی تعلیم مثلاً ٹی۔ ڈی۔ ٹی اور عضویات۔ اصول دواسازی وغیرہ میں ایم ایس سی کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

ان میڈیکل کالجوں کے علاوہ عمرانی ترقیاتی پروگرام کے تحت ۱۹۰۰۰۰۰ روپے کی لاگت سے چٹاگانگ (مشرقی بنگال میں) ایک میڈیکل کالج قائم کرنے کی منظوری دیدی گئی ہے۔ شروع میں اس کالج سے ملحقہ ہسپتال میں ۵۰۰ بستروں کی گنجائش ہوگی۔ بعد ازاں اس میں اضافہ کرکے ۱۰۰۰ بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال بنادیا جائے گا۔

ڈھاکہ۔ راج شاہی۔ بوگرا۔ میمن سنگھ اور سلہٹ (مشرقی بنگال) ہر ایک میں چھ میڈیکل اسکول ہیں۔ ان سکولوں میں ۷۵ سے لیکر ۱۲۰ تک نشستیں ہیں۔

ان سکولوں میں لائسنشیٹ کورس عام طور پر چار سال کا ہوتا ہے۔

ہسپتال

پاکستان میں سرکاری میونسپل اور مقامی نجی سرکاری امدادی اور نجی غیر امدادی ۱۰۷۰ ہسپتال اور دواخانے ہیں۔ ان میں سے ۵۵ خواتین کے لئے ہیں۔

صوبہ واری اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:
مشرقی پاکستان ۲۸۷ پنجاب ۶۲۲
شمال مغربی سرحدی صوبہ اور ایجنسیاں ۱۸۴
سندھ ۱۲۰ = بلوچستان ۴۱۔ اور کراچی ۲۶
ریاستوں میں کل ۹۹ ہسپتال اور دواخانے ہیں جن میں سے بہاولپور میں ۴۳ قلات میں ۱۷ خیرپور میں ۲۲۔ مکران میں ۴۔ سوات اور لس بیلا ہر ایک میں ۳ اور دیر اور فاران ہر ایک میں ۱ ہیں

خاص امراض

مجموعی تعداد میں سے کچھ خصوصی امراض کے علاج کے لئے ہیں۔ ۱۸ شفاخانوں اور ہسپتالوں میں دق کے علاج کے لئے انتظامات کئے جا چکے ہیں۔ ایسے سات ادارے مشرقی پاکستان میں۔ ۹ شمال مغربی سرحدی صوبہ میں اور ۳ پنجاب میں اور ۲، ۲ کراچی اور بلوچستان میں ہیں۔

لاہور۔ حیدرآباد اور پشاور ہر ایک میں تین دماغی ہسپتال ہیں۔ مرکزی حکومت برٹش امپائر لیپراس ریلیف ایسوسی ایشن کی شاخ پاکستان کو کراچی میں منگھو پیر لیپر ہسپتال چلانے کے لئے عطیات بطور امداد بھی دیتی ہے

مذکورہ بالا تین دماغی ہسپتالوں میں سے لاہور میں ۱۴۰۸ بستروں، حیدرآباد میں ۲۶۶۸ اور پشاور میں ۴۰ بستروں کی گنجائش ہے۔ جناح سنٹرل ہسپتال کراچی میں اعصابی جراحی کا ایک شعبہ بھی ہے۔

دماغی علاج کے سند یافتہ ڈاکٹروں کی تعداد مشرقی بنگال میں ۲ کراچی میں تین اور سندھ میں ۲ ہے۔

کراچی میں امسال مئی کے اوائل میں جلدی امراض اور سوشل ہائی جین کا ایک مرکز قائم کیا گیا۔ ملک میں اپنی قسم کا یہ ایک پہلا مرکز ہے جو حکومت پاکستان اور عالمی ادارہ صحت کے زیر اہتمام قائم

پاکستان کی بعض گھریلو صنعتیں

صنعتی طور پر پاکستان جیسے غیر ترقی یافتہ ملک میں گھریلو اور چھوٹے پیمانہ کی صنعتوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ یہ صنعتیں پاکستان کی ترقی کے لئے ناگزیر ہیں۔ کیونکہ ان سے زرعی اقتصادی نظام اور شہروں میں صنعتی ترقی پر مبنی معاشرہ کے درمیان خلیج دور کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اعلی صنعتی ترقی حاصل کرنا پاکستان کا ایک اہم مقصد ہے۔ آج کل گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی ترقی کی جانب زیادہ توجہ اس وجہ سے بھی ہے کہ ان کے لئے زیادہ مشینیں درآمد کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کی تیار کردہ اشیاء کے لئے ملک میں منڈیاں موجود ہیں۔ ان میں بڑے کاروبار کی طرح خطرات نہیں ہوتے۔ اور دنیا کے سیاسی انتشار اور اقتصادی اتار چڑھاؤ سے ان میں زیادہ خلل واقع نہیں ہو سکتا۔

ان صنعتوں کو ہنر مند مزدور اپنے اوزاروں کے ذریعہ اور اپنے کنبہ کے افراد یا ہنر آموز کاروں کی مدد سے اپنے گھروں میں چلاتے ہیں۔ وہ زیادہ تر اپنے ہی ہاتھوں سے کام کرتے ہیں لیکن کبھی کبھی بجلی یا ہاتھ سے چلنے والی مشینیں بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ مزدور غریب ہوتے ہیں۔ اور ان کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت نے پاکستان صنعتی مالیاتی کارپوریشن اور بحالی مہاجرین کا پاکستان مالیتی کارپوریشن قائم کیا ہے۔ یہ کارپوریشن پیشگی قرضے دیتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ آخر الذکر کارپوریشن نے ملک کے مختلف حصوں میں صنعتی کالونیاں بھی قائم کی ہیں۔ حکومت نے ملک میں نہ حاصل ہونے والی خام اشیاء کی درآمد اور ان کو قیمت خرید پر فروخت کرنے کے انتظامات کئے ہیں۔ ان صنعتوں کی مزید ہمت افزائی کے لئے حکومت نے فروخت اور نمائش کے مراکز قائم کئے ہیں۔ جہاں گھریلو صنعتوں میں تیار کی ہوئی اشیاء کی نمائش کی جاتی ہے۔ اور ان کو فروخت کیا جاتا ہے۔ کاریگروں کو نئے طرز کے نمونے اور نقشے فراہم کئے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ اسی قسم کی اشیاء تیار کر سکیں معیاروں کے تعین کرنے کے لئے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اور استعمال کی جانے والی خام اشیاء اور وہ اشیاء جو اس صنعت میں تیار ہوتی ہیں۔ وہ تعین کردہ معیاروں کے مطابق ہوتی ہیں۔ کہ نہیں اس کے لئے بھی ایک معمل قائم کیا گیا ہے۔

سائنٹفک طرز پر گھریلو صنعتوں کی تنظیم اور ان کو جدید طرز پر لانے کے لئے بین الاقوامی اداروں سے فنی امداد حاصل کی گئی ہے۔ دیگر ممالک میں گھریلو صنعتوں کے سیکھنے اور ان کا جائزہ لینے کے لئے دستکاروں کو غیر ممالک میں بھیجا گیا ہے۔ ملک گیر بنیادوں پر منظم طریقہ پر گھریلو اور چھوٹے پیمانہ کی صنعتوں کی ترقی کے لئے ایک قانونی کارپوریشن قائم کرنے کی بھی تجویز ہے۔ اس مقصد کے لئے مرکزی مجلس قانون ساز کو ایک بل پیش کیا گیا ہے

سوتی پارچہ بافی

سوتی پارچہ بافی کی گھریلو صنعت سب سے زیادہ اہم ہے۔ اور یہ پاکستان کے دونوں حصوں میں قائم ہے۔ ڈھاکہ کی ململ عالمگیر شہرت رکھتی ہے۔ کارخانوں کے عمدہ سوت سے جامدانی بھی تیار کی جاتی ہے۔ میمن سنگھ اور جیسور اور ٹپیرہ کے اضلاع میں دھاگے سے سوتی کپڑے تیار کئے جاتے ہیں۔ مغربی پاکستان میں حیدرآباد، ٹھٹھہ اور شکارپور (سندھ) شمال مغربی سرحدی صوبہ کے جنوبی حصوں اور ملتان۔ گجرات۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ اور لائلپور (پنجاب) کے مراکز میں مختلف قسم کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔

اون

ڈیرہ غازی خان اور بھیرہ (پنجاب) میں گھریلو صنعتوں کے طور پر اونی کپڑوں پر تیار کئے جاتے ہیں۔ جہاں شال اور مفلر بنائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ ملک۔ سونے اور فیتے سے بڑی مقدار میں مختلف قسم کی اونی اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔ ملتان اونی قالینوں کے لئے مشہور ہے۔

قالینیں اور کمبل

بلوچستان اور صوبہ سرحد میں قبائلی علاقوں کے خانہ بدوش اون نیز بیکار روئی کی قالینیں اور کمبل بننے میں ماہر ہیں۔ اس صنعت کو وہ خود نہیں چلاتے۔ بلکہ وہ دوسروں کے تنخواہ دار ملازم ہوتے ہیں۔ مشرقی پاکستان کے دیہی علاقوں میں جولاہے پٹ سن کی قالینیں اور کمبل بناتے ہیں۔ ان کاریگروں اور خاص کر مہاجر کاریگروں کے کام میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے حکومت نے اندرون سندھ جھلاری میں ایک صنعتی کالونی قائم کی ہے۔ بحالی مہاجرین کا کارپوریشن اس صنعتی کالونی کو پیشگی قرضے دیتا رہا ہے۔ اور اب اس سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ اور کافی منافع ہو رہا ہے

پٹ سن کاتنا اور اس سے اشیاء تیار کرنا

مشرقی پاکستان میں گھریلو صنعت کی بنیاد پر پٹ سن سے رسیاں اور کپڑے تیار کئے جاتے ہیں۔ موٹی سلی سے تو شک اور غلہ کے بورے اور اچھی سلی سے بادبان تیار کئے جاتے ہیں۔

ریشم کے کیڑوں کی پرورش اور ریشمی کپڑے تیار کرنا

ریشم کی صنعت چھوٹے پیمانہ کی ایک دوسری صنعت ہے۔ مشرقی پاکستان میں ریشم کے کیڑوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ اور چرخوں پر نلکیاں تیار کی جاتی ہیں۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ اور پنجاب میں بھی ریشمی کپڑے کی صنعت کافی وسیع ہے۔ ڈھاکہ میں کارچوبی کا کام اپنی مثال آپ ہے مغربی پاکستان میں شمال مغربی سرحدی صوبہ کے ہر ضلع میں اور سندھ میں کارچوبی کا کام عمدہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہزارہ (شمال مغربی سرحدی صوبہ) خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

چمڑا کمانا اور چمڑے کی اشیاء

راولپنڈی۔ تالاگنج۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ، مردان

پاکستان کی گھریلو صنعتیں:۔ (بقیہ کالم ۴)

لاہور۔ لائلپور۔ اوکاڑہ۔ کشمیری اور ملتان چمڑے کی صنعت کے اہم مراکز ہیں۔ ان مراکز میں اونٹ کی کھال سے لیمپ شیڈ تیار ہوتے ہیں۔ تالاگنج، گجرات اور سیالکوٹ میں زری اور طلائی کام کے جوتے تیار کئے جاتے ہیں۔ سندھ میں بھی عمدہ قسم کے سینڈل تیار کرنے کے مختلف مراکز ہیں اور سینڈل میں چمڑہ کے ساتھ ساتھ چاندی کے تار بھی استعمال کئے جاتے ہیں

کھیلوں کے سامان

کھیلوں کے سامان کی صنعت جس کو تقسیم ملک کے وقت نقصان پہنچا۔ نہ صرف اب پھر سے بحال ہو گئی ہے۔ بلکہ روز افزوں ترقی کر رہی ہے صنعت کی تیار کردہ اشیاء پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی مقبول ہو رہی ہیں۔ اس صنعت کے سلسلہ میں سیالکوٹ کو خاص اہمیت حاصل ہے

کوزہ گری!

پرانے زمانے سے لیکر جدید طرز تک کے مٹی کے برتن ملتان میں تیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان کی تیاری کے سلسلے میں اب تک مشینوں کا استعمال نہیں ہوا ہے۔ ریاست بہاولپور اور ہالا (سندھ) میں گھوڑے، چائے اور کھانے کے برتن اور برتن تیار ہوتے ہیں۔ پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی ان برتنوں کی کافی مانگ ہے۔

صوبہ سندھ

اعداد و شمار

صوبہ سندھ کا رقبہ ۵۰٬۴۴۷ مربع میل یعنی پاکستان کے کل رقبہ کا ۱۳ فی صدی حصہ۔
آبادی:- ۴٬۶۱۹٬۰۰۶ یعنی پاکستان کی کل آبادی کا ۶ فی صدی حصہ ہے۔

سیاسی جغرافیہ:- ۸ اضلاع - ۴۰ تعلقے - ۳۰ شہر - ۵۰۰۰ دیہات اور ۲۰۰۰ چھوٹی بستیاں

خاص پیداواری فصلیں (۱۹۵۰-۵۱ء):- چاول - زیر کاشت رقبہ ۱۲۷۳۸۳۹ ایکڑ - پیداوار ۶۳۶۰۸۰ ٹن
گیہوں - زیر کاشت رقبہ ۵۹۵۰۰۰ ایکڑ - پیداوار ۲۸۴۹۳۶ ٹن

روئی:- زیر کاشت رقبہ ۱۵۶۵۷۰۰۰ ایکڑ - پیداوار ۳۹۲ پونڈ والی ۲۲۹۱۶۱۴ گانٹھیں - یعنی ملک کی کل پیداوار کا ۲۵ فی صدی حصہ

ماہی گیری:- ساحل ۱۸۰ میل - سمندری مچھلیوں کی سالانہ پیداوار ۱۰۰۰۰ ٹن - میٹھے پانی کی سالانہ ۱۰۵۰۰۰ من (۳۷۵۰ ٹن) مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔

جنگلات:- ۶۰۰۰۰۰ ایکڑ یعنی صوبہ کے کل رقبہ کا ۲٫۳ فی صدی حصہ

شہری علاقہ:- ۶۴۰۰۰ ایکڑ۔

سڑکیں:- ۱۱۷۰۲ میل - قومی شاہراہیں ۵۹۳ میل

معدنیات:- پھٹکری - عمارتی پتھر - آگ مٹی - سلیکا ریت - کوئلہ - کھریا مٹی - خام لوہا نمک وغیرہ۔

بجٹ:- تخمینہ کے مطابق آمدنی ۹۸۶۵۵۰۰۰ روپے مصارف ۹۹۳۴۲۰۰۰ روپے جاگیرداروں کو آبیانہ کی جو مراعات حاصل ہیں - انہیں واپس لینے سے یہ خسارہ ۱۱۳۰۰۰ روپے کی بچت میں بدل گیا

متفرق:- موہن جودارو - پانچ ہزار سالہ قدیم تہذیب کے آثار۔
سکھر بیراج - دنیا میں آبپاشی کا سب سے بڑا نظام - آبی راستوں کی مجموعی لمبائی ۵۰۰۰ میل۔
منچھر جھیل - ۲۰ میل لمبی ۶ تا ۱۰ میل چوڑی۔

مویشی:- ۱۹۵۸۴۶۴ - بھینسیں ۷۹۰۲۳۷۱ - بھیڑیں ۶۳۸۱۰۱ -
بکریاں ۱۴۱۴۳۶۷ - اونٹ ۲۰۶۴۶۹ گھوڑے ۱۵۲۰۹ -

امداد باہمی:- سوسائٹیوں کی تعداد ۲۹۷ - ارکان ۳۱۷۵۴ -
سرمایہ کار ۴۲۵۱۵۰۵

تعلیمی ادارے:- (الف) اسکول - پرائمری اسکول ۴۳۹۲ - طلباء ۱۸۴۲۷۸ - سکنڈری اسکول ۲۲۱ - طلباء ۲۱۷۷۴ -
(ب) کالج - آرٹس کالج ۴ - سائنس کالج ۳ - میڈیکل کالج ۱ کامرس کالج ۱ -
بی - ٹی کالج ۱ - لاء کالج ۱ - طلباء ۲۲۷۸۸

رسول اسٹیشن!

برصغیر کی تقسیم کے بعد ضلع گجرات (پنجاب) کے علاقہ رسول میں برقابی کا جو پہلا اسٹیشن قائم کیا گیا وہ اپریل ۱۹۵۲ء میں کام کرنے لگا - یہ اسٹیشن ۲۲ ہزار کلوواٹ برقی قوت پیدا کر سکتا ہے اور سال بھر ۱۱۹۰۰ کلوواٹ برقی قوت باقاعدگی سے مہیا کر سکتا ہے - امید ہے کہ سیم زدہ علاقوں کو دوبارہ قابل کاشت بنانے کے لئے ۱۸۰۰ ٹیوب ویل چلانے اور پنجاب کے ۲۸ شہروں کی برقی ضروریات پوری کرنے کے لئے اس اسٹیشن سے کافی برقی قوت حاصل ہو گی۔

کرنافلی پراجکٹ

مشرقی پاکستان میں کرنافلی برقابی پراجکٹ پر کام شروع کر دیا گیا ہے - اس پراجکٹ کے ذریعہ ۱۶۰۰۰۰ کلوواٹ برقی قوت پیدا کی جا سکے گی مکمل ہونے کے بعد یہ پراجکٹ صنعتوں کی ترقی اور علاقہ چٹاگانگ میں تباہ کن سیلاب کے انسداد کے لئے برقی قوت بہم پہنچائے گا

پاکستان کی سرحدی ریاستیں

پاکستان کی سرحدی ریاستوں چترال، سوات دیر اور امب پر قبائلی سردار روایتی طور پر حکمرانی کرتے ہیں - جو کسی زمانے میں مکمل اختیارات کے مالک تھے - لیکن پاکستان کے ساتھ ان کے الحاق کے بعد یہاں ایک نیا دور شروع ہوا ہے - ان ریاستوں کے الحاق کے معاہدوں میں مختلف طور پر نظم و نسق کے ایک یکساں طرز کا تتبع کیا گیا ہے اور ایک عارضی دستور معرض وجود میں آیا ہے جو بنیادی طور پر مقبول عام فرمانروائی کو تسلیم کرتا ہے - اس طرح حکمرانوں کو شہریوں کے حقوق کے دستوری نگہبان کی حیثیت دیدی گئی ہے - ریاستوں پر پاکستانی دستور کے جب اور جس طرح سے اطلاق کے طریقہ کار کو حکمرانوں نے اساسی امر کی حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے۔

اس دوران میں عام آدمی کو اس کے واضح اور معروف سیاسی اور شہری حقوق کے علاوہ اپنی بہبودی سے متعلق امور میں اظہار خیال کرنے کا پورا حق حاصل ہو گیا ہے۔

الحاق کے عارضی معاہدوں میں خود مختار شخصی حکومت کی جگہ قانون اور جمہوری رواج کی حکومت قائم کرنے کا التزام ہے - اس طرح عوام اور رئیس ریاست کے رشتہ کو ایک نیا رخ دیا گیا ہے۔

اس صورت میں سرحدی ریاستوں میں کئے جانے والے دستوری اقدامات سے عوام کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے - اور حکمرانوں کو موقع ملا ہے - کہ وہ اپنے ان عوام کی خوشنودی حاصل کریں - اور اس کو برقرار رکھیں - جو اب تک اپنے حکمرانوں کی خوشنودی کے لئے پسیلتے بہلتے رہے تھے - اور غلاموں کی سی زندگی بسر کرتے رہے تھے۔

چترال کا رقبہ ۴ ہزار مربع میل اور آبادی ۱۰۷۹۰۶ ہے - یہ روس، افغانستان و پاکستان کی سرحد پر واقع ہے - اس لئے اس کی جنگی اہمیت بہت زیادہ ہے - چترال برف پوش پہاڑوں اور صنوبر کے جنگلوں کا خوبصورت اور خوشنما ملک ہے - جہاں معدنیات اور بہترین قسموں کے پھلوں کی افراط ہے۔

حکمران ریاست نے تربیت مکمل کرنے کے بعد حال ہی میں زمام حکومت ہاتھ میں لی ہے اور عوام کو نظم و نسق سے روشناس کرانے کے لئے عملی اقدامات کر رہا ہے۔

عوام کی بہتری کے پہلے اقدام کے طور پر بیگار فوری طور پر ممنوع قرار دے دی گئی ہے - کسانوں کو بیج اور ذخیرہ خریدنے کے قابل بنانے کے لئے تقاوی قرضے فیاضی کے ساتھ دئے جا رہے ہیں

اسکول اور شفاخانے

گذشتہ چند سالوں میں ایک لوئر مڈل اسکول ایک مڈل اسکول اور ایک ہائی اسکول کھولا گیا ہے - پانچ مزید شفاخانوں نے کام شروع کر دیا ہے - توسیع آبپاشی بورڈ نے سفر کے قابل ایک شاہراہ ریاست کے جنگلوں اور عظیم معدنیاتی وسائل کی کارآمد دولت کے استحصال اور تحفظ کے منصوبے کاغذی حدود سے آگے بڑھ چکے ہیں۔

دروش لواری کی سڑک زیر تعمیر ہے - اور اس کی تکمیل سے مواصلات میں بڑی آسانی پیدا ہو جائے گی - چترال اور پشاور کا ہوائی سلسلہ قائم کر دیا گیا ہے - اور چترال اور مستوج کے درمیان جیپ کار کی ایک سڑک تجارت اور آمد و رفت کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی - دیسی اونی صنعت کو پھر سے منظم کیا جا رہا ہے - بہتر کپڑے تیار کرنے میں ماہر پارچہ باف مقامی آدمیوں کو تربیت دے رہے ہیں۔

دیر کا رقبہ ۳ ہزار مربع میل اور آبادی اڑھائی لاکھ ہے - دیر بہت زمانے تک ایک پسماندہ علاقہ رہا ہے - مگر اب یہاں نقطہ نظر میں تبدیلی ہو رہی ہے - اور قومی سرگرمیوں کے بہت سے شعبوں میں ترقی ہوتی نظر آ رہی ہے - صوبہ سرحد کے شہروں کو دیر کے ساتھ ملانے والی موٹر کار کی سڑک سے باہمی تجارت کو بہت فائدہ ہوا ہے۔

بیشمار دیہاتی سکول کھولے گئے ہیں جہاں مذہبی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے - ایک ہسپتال کی تعمیر کے منصوبے تیار رکھے گئے ہیں - اور اس کی تعمیر شروع ہونے والی ہے۔

سوات:- سوات کا رقبہ ۴ ہزار مربع میل اور آبادی ۴۲۱۰۶۴ ہے - یہ ریاست سرحد کی ایک نمونہ ریاست اور بین الاقوامی شہرت رکھنے والی تفریح گاہ کی حیثیت سے برق رفتار ترقی کر رہی ہے - تعلیم میں اس نے قابل تعریف ترقی کی ہے - گذشتہ ۲ سال میں ریاست نے ایک انٹرمیڈیٹ کالج - ایک ہائی اسکول - ۳ مڈل اسکول - ۱۳۰ ابتدائی مدرسے اور مذہبی تعلیم کے ۱۲ اسکول اور ۲۳ ہسپتال کھولے

۸ ہزار ایکڑ بیکار زمین کو قابل کاشت بنانے والے آبپاشی کے منصوبوں کے ساتھ ساتھ ریاست سیاحی کو ترقی دے رہی ہے - اور توسیع کی نئی اسکیمیں اس کے ہاتھ میں ہیں۔

امب:- امب کا رقبہ ۲۲۵ مربع میل اور آبادی ۹۱۰۷۴ ہے - یہاں ایک کارخانہ ہے جہاں پورے ہندوقیں تیار کی جاتی ہیں۔

دیہاتی سکولوں میں مذہبی تعلیم لازمی ہے - اعلیٰ تعلیم کیلئے ترتیب کے ضلع ہزارہ کے اداروں سے فرو..... (باقی کالم ۲ میں)

پاکستان کی سرحدی ریاستیں (بقیہ کالم ۴)

پوری کرتے ہیں - ریاستی حکومت نے (۱) توسیع تعلیم (۲) معیار بلند کرنے (۳) دیہی اشیاء کو بازار میں لانے کے طریقے کو منظم بنانے (۴) آبپاشی اور سڑکوں کو بہتر بنانے اور (۵) طبی سہولتیں بڑھانے کے لئے مبسوط اسکیمیں مرتب کی ہیں۔

حمایتِ امن اور پاکستان

اقوامِ متحدہ میں کوششیں

پاکستان سلامتی کونسل کا رکن ہے۔ اس ادارہ کا خاص مقصد امن اور سلامتی قائم رکھنا ہے۔ یکم جنوری ۱۹۵۲ء سے جب سے کہ پاکستان اس کونسل کا ایک رکن ہوا ہے وہ اہم ذمہ داری کو پورا کر رہا ہے

پاکستان کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ وہ بین الاقوامی میدان میں امن کی طاقتوں کو مزید تقویت پہونچائے۔

پاکستان کو اس امر سے بخوبی واقفیت ہے کہ اقوام متحدہ اب تک اپنا خاص مقصد یعنے بین الاقوامی امن کا قیام نہیں حاصل کر سکا۔ ایسے عظیم ادارہ میں پاکستان کا ریکارڈ نہ صرف تمام مسائل کے حل کرنے میں دلی کوشش تک ہی رہا ہے۔ بلکہ عام آدمی عورتوں اور بچوں کی زندگیوں کو خوشحال بنانے میں قابلِ تعریف حد تک کامیاب رہا ہے

پاکستان سلامتی کونسل کا رکن ہے۔ اس ادارہ کا خاص مقصد امن اور سلامتی قائم کرنا ہے۔ یکم جنوری ۱۹۵۲ء سے جبکہ پاکستان اس کونسل کا ایک رکن ہوا ہے وہ اپنی اہم ذمہ داری کو پورا کرتا رہا ہے۔

نیز امن قائم رکھنے کے سلسلہ میں مختلف ذیلی اداروں مثلاً کوریا کی بحالی اور اتحاد کے لئے اقوام متحدہ کے کمیشن جرمنی میں آزادانہ انتخابات کے لئے حالات کا جائزہ لینے کے لئے اقوام متحدہ کے کمیشن اور پیس آبزرویشن کمیشن Peace Observation Commission کے بلقان ذیلی کمیشن کا بھی رکن رہا ہے۔

تنازعہ کوریا

پاکستان مسئلہ کوریا کو جلد از جلد حل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ کوریا کی بحالی اور اتحاد کے لئے اقوام متحدہ کے کمیشن کی رکنیت قبول کرنے کے علاوہ شمالی کوریا کے حملہ کو اقوام متحدہ کی جانب سے روکنے کے حق میں جن ممالک نے آواز بلند کی۔ ان میں پاکستان کا نمبر اول تھا۔ کوریا کی عارضی صلح کے متعلق گزشتہ گفت و شنید میں تعطل کو دور کرنے کے پیش نظر پاکستان نے ان جنگی قیدیوں کی جو اپنے گھر واپس جانے پر رضامند نہیں تھے حفاظت کے سلسلہ میں اپنی تیاری ظاہر کی۔ پاکستان کی یہ دلی خواہش ہے کہ بین الاقوامی امن کی خلیج جلد از جلد پاٹ دی جائے۔

مشرق و مغرب کی کشاکش

پاکستان کو یہ یقین ہے کہ تنازعہ کوریا کے جلد از جلد حل ہو جانے سے مشرق و مغرب کے کشمکش میں جو دیگر اور مسائل ہیں وہ بھی طے پا جائیں گے۔ نتیجہ کے طور پر وزیر اعظم نے تنازعہ کے حل اور کشمکش کو ختم کرنے کے لئے اپنے اپنے نمائندوں کے درمیان گفتگو کے لئے کئے ہوئے انتظام کے مشوروں کی تائید کی۔ اس کشمکش کو ختم کرنے کے لئے پاکستان یہ ضروری خیال کرتا ہے کہ فریقین کے مطالبات پیش کئے جائیں۔ ان کو دیکھا جائے۔ اور انہیں ایک یا دوسرے فریق کی کامیابی کا خیال ہوئے بغیر پورا کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ناکامیابی سے آدمی کے تمام حوصلے ختم ہو جائیں گے۔ اور تمام انسان پریشان ہو جائیں گے۔ البتہ پاکستان کو یہ کامل یقین ہے کہ اگر جمہوریت کی اسلامی قدروں اور آدمی کی انسانیت کو پوری طرح عملی جامہ پہنایا گیا۔ تو اس کے متصادم تصورات کا یہ زمانہ ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ کشمیر

پاکستان کو انتہائی مایوسی ہوتی ہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اب تک گزشتہ پانچ سال سے مسئلہ کشمیر کو التوا میں ڈالے ہوئے ہے۔ اور اس کو حل کرنے میں ناکامیاب رہی منظور شدہ آزادانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے عامہ کے سلسلہ میں غیر معمولی تاخیر اقوام متحدہ جیسے عظیم ادارہ کے اقتدار کو شبہ میں ڈال دیتی ہے۔ پاکستان اپنے دعوے پر قائم ہے کہ کشمیر کا حل اسی میں مضمر ہے کہ وہاں کے لوگوں کو اپنے متعلق خود غور کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ اس سے نہ صرف کشمکش کے وجوہ ختم ہو جائیں گے۔ بلکہ امن کو مزید تقویت پہونچے گی۔

دیگر کامیابیاں

پاکستان نے دنیا کے دیگر حصوں میں بھی جہاں تک ممکن ہو سکا عوام کی خوشحالی اور آزادی کے لئے کوشش کی۔ انڈونیشیا۔ لیبیا اور فلسطین کے سلسلہ میں اس کی کوشش شہرۂ آفاق ہیں۔ انڈونیشیا اور لیبیا کی حاصل کردہ آزادی پر پاکستان فخر کرتا ہے۔ البتہ فلسطین کے سلسلہ میں پاکستان کی اس قدر کوشش کے باوجود جو نتیجہ برآمد ہوا وہ نہایت ہی مایوس کن ہے۔ تاہم پاکستان نے فلسطین کے بارے میں جنرل اسمبلی کی ہر تجویز نیز اس ملک کے اکثر مہاجرین کی حالت کی بہتری کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلہ میں ہر امکانی کوشش کی۔

علاوہ اس کے پاکستان نے نو آبادی کے باشندوں کو اپنے متعلق خود خیال کرنے اور ان کی آزادی کے لئے مستقل کوشش کی۔ تیونس اور مراکش کی آزادی کے لئے جدوجہد کے سلسلہ میں پاکستان نے نہایت ہی اہم کردار ادا کیا۔ سلامتی کونسل کے ایک رکن کی حیثیت سے پاکستان نے تیونس کے مسئلہ کو سلامتی کونسل میں پیش کیا۔ اور اس مسئلہ کے سلسلہ میں عرب ایشیائی گروپ کی سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لیا۔

انسانی حقوق

پاکستان نے انسانی حقوق کے میدان میں اپنا پورا کردار ادا کیا۔ انسانی حقوق کے کمیشن کے ایک رکن کی حیثیت سے پاکستان نے انسانی حقوق کے متعلق کوینٹ Covenant کے مسودہ کی تیاری میں مدد دی۔ انسانی حقوق کا دوسرا پہلو خواتین کا مرتبہ ہے۔ اور اس پر پاکستان نے خواتین کے مرتبہ کے متعلق کمیشن کے ایک رکن ہونے کی حیثیت سے خاص توجہ مرکوز کی۔ اس سلسلہ میں پاکستان کی کوششیں کامیاب رہیں۔ کیونکہ دستخط کے لئے مرتبہ خواتین کے متعلق کنونشن منعقد کیا گیا ہے پاکستان نے کنونشن میں شریک ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اب ضروری لوازمات کو پورا کر رہا ہے۔

مزید آزادی

عمرانی ترقی۔ زندگی کے بہتر معیار اور مزید آزادی کے لئے اقوام متحدہ کی کوشش میں پاکستان نے پوری مدد دی۔ پچھلے سال پاکستان نے فنی امداد کے لئے اقوام متحدہ کے توسیعی پروگرام کو کافی فنڈ اور اس توسیعی سرگرمیوں کو عملی جامہ پہنانے کے ساتھ اس کو مستقل حیثیت دینے کے لئے کافی زور دیا۔ حالانکہ پاکستان اس میں اب تک ناکام رہا۔ پاکستان یہ محسوس کرتا ہے کہ خام اشیاء نیز بنیادی پیداوار قیمتوں میں شدید اور اکثر اتار چڑھاؤ غیر ترقی یافتہ ممالک پر بہت اثر ڈالتے ہیں۔ اس لئے پاکستان نے زور دیا ہے کہ اس سلسلہ میں کافی جانچ پڑتال کی جائے۔ اور اس کا کوئی مستقل علاج تلاش کیا جائے۔

پاکستان نے ماہرین کی ایک جماعت کے تقرر کا خیر مقدم کیا ہے۔ یہ جماعت ان ممالک کو امدادی رقوم اور کم سود پر قرضہ دینے کے لئے خاص بین الاقوامی فنڈ کے منصوبے تیار کرے گا۔ جو خود اپنے منصوبوں کو مالی امداد نہیں پہونچا سکتے ہیں۔ اور پاکستان کو امید ہے کہ ترقی یافتہ ممالک اس منصوبہ کی تائید کے علاوہ اپنی ہر امکانی کوشش بھی کریں گے

محمد شفیع اشرف

آج کے دن

ہر پیر و جواں ہر خورد و کلاں مسرور ہے دیکھو آج کے دن
سرمست مئے آزادی سے مخمور ہے دیکھو آج کے
ہر چیز جو کل تک پژمردہ افسردہ اور بدصورت تھی
رعنائی حسن و خوبی سے بھرپور ہے دیکھو آج کے
نکلا خورشید آزادی کا ظلمات کے پردے چاک ہوئے
ہر چیز جو تھی تاریکی میں پُر نور ہے دیکھو آج
اب عہدِ غلامی ختم ہوا اور دور گیا محکومی کا
ہاتھوں میں کھلا حریت کا منشور ہے دیکھو آج
ہر دل میں آج مسرت کا طوفان ابھرتا آتا ہے
ہر روح خوشی کے نغموں سے معمور ہے دیکھو آج کے دن

پاکستان اور اسلام

از مکرم اخوند فیاض احمد صاحب بی۔ ایس سی

آج ہمارے وطن پاکستان کا یوم آزادی ہے۔ یہ وہ دن ہے جبکہ برصغیر ہند کے دس کروڑ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت "مسلم لیگ" نے قائداعظم کی رہنمائی میں ایک آزاد وطن بنا لیا جہاں مسلم عوام اپنے عقائد اور تمدن کے ماتحت امن اور چین سے زندگی بسر کر سکیں۔ اور دنیا کی ترقی پسند اقوام کے ساتھ کندھا ملا کر ترقی کی دوڑ میں شریک ہو سکیں۔

دنیا میں قومیں آزادی حاصل کرتی رہتی ہیں۔ مختلف جماعتیں اور قبیلے نئے نئے وطن بناتے رہتے ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں قیام پاکستان کو۔ ایک ایسا امتیاز حاصل ہے جو نہایت اہم ہے اور وہ امتیاز یہ ہے کہ پاکستان کا قیام "اسلام" کے نام پر عمل میں آیا۔ برصغیر کے دس کروڑ ایسے افراد جو تعلیمی اور اقتصادی حالت میں اپنے مخالفوں سے بہت پیچھے تھے۔ جن کی تعداد اپنے مقابل کے لوگوں سے بہت کم تھی۔ کیونکر ایسی زبردست تنظیم قربانی اور استقلال کا مظاہرہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جو آزاد پاکستان کے قیام کا موجب بنی! یہ صرف اسلام کی برکت اور اسلام کی مسیحائی ہے۔ آج کے دن اقوام عالم کو مذہب اسلام کا یہ زندہ معجزہ دعوت فکر دیتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ واقعۃً اسلام منتشر لوگوں کو منظم اور بظاہر کمزور اور پسماندہ قوموں کو کامیاب بنا سکتا ہے۔

غرض پاکستان کا قیام اسلام کی صداقت کا ایک جگمگاتا ہوا نشان ہے۔ اور مسلم لیگ کی قیام پاکستان میں کامیابی کوئی سیاسی شعبدہ بازی نہیں۔ بلکہ وہ عظیم الشان اخلاقی نتیجہ ہے۔ جو خلوص کے ساتھ اپنے قائد اور لیڈر کی دعوت پر متحد ہو جانے کے ساتھ ہمیشہ کے لئے متعلقہ کر دی گئی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد ہمیں بہت سی اندرونی و بیرونی مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا اور پڑ رہا ہے۔ ان مشکلات کے طوفانوں میں سے ایک طوفان اندرون ملک میں "اسلام" ہی کے نام پر برپا ہوا۔ اسی نام پر جس نام پر ہم نے اپنا یہ آزاد وطن حاصل کیا تھا۔ میرا اشارہ فرقہ وارانہ تعصب کے اس لاوے کی طرف ہے جو چند ماہ ہوئے پاکستان میں پھوٹ بہا تھا۔ اور حکومت نے پے درپے اعلانات کے ذریعہ عوام پر واضح کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ یہ طوفان ان لوگوں کا لایا ہوا ہے جو قیام پاکستان سے پہلے مسلم لیگ اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ آزاد وطن کے قیام کے اشد دشمن تھے۔ اور آج پاکستان میں آکر چور دروازے سے گھس کر اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

قیام پاکستان سے پہلے مسلم لیگ کے مخالف بھی برعظیم کے مسلم عوام کو اسلام کے نام پر بلاتے تھے۔ لیکن مسلم لیگ کا اسلام ان مخالفوں کے اسلام سے مختلف تھا۔ مسلم لیگ کے اسلام نے عوام کے دلوں کو موہ لیا تھا۔ اس کے اسلام میں رواداری اور سادگی تھی۔ خلوص تھا۔ اور مخالف جس چیز کو اسلام کہہ کر پیش کرتے تھے۔ اس میں تعصب تھا۔ حرص تھا۔ وحشت تھی۔ اور مسلم لیگ کے اسلام کی افادیت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ اس اسلام کی دعوت پر متحد ہو کر مسلم عوام نے اپنے لئے آخرکار ایک آزاد وطن حاصل کر لیا؟

قیام پاکستان کے بعد وہی مخالف ایک بار پھر اسلام کا نام لے کر اٹھے۔ اس دفعہ بظاہر پاکستان کے ہمدرد اور خیرخواہ بن کر انہوں نے اپنے من مانے اسلام کا نعرہ لگایا۔ لیکن حکومت اور عوام پر مکمل قابو پانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

یہ ایک بہت قابل غور حقیقت ہے۔ کہ پاکستان بنا بھی اسلام کے نام ہی سے۔ مسلم لیگ کی کامیابی کا واحد موجب اسلام ہی کی کشش ہے۔ لیکن پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے اور مسلم لیگ کی تمام مساعی اور قربانیوں پر پانی پھیر دینے کی کوشش بھی اسلام ہی کے نام پر کی جاتی ہے۔

یہاں اس امر کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ جونہی اسلام کے نام پر برصغیر کے عوام متحد ہو گئے اور آزاد پاکستان کا وجود عمل میں آیا تمام اسلامی دنیا میں آزادی کا ایک نیا جذبہ ابھر آیا۔ مسلم ممالک کے اس نئے جذبہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امریکہ کے نئے صدر مسٹر آئزن ہاور نے اپنی پہلی صدارتی تقریر میں اعلان کیا تھا۔ کہ ایشیائی اقوام میں آزادی کے جذبہ کی ایک نئی روح پھونکی گئی ہے اور نئے آزاد ممالک بن رہے ہیں۔

کیا اس میں یہ راز تو نہیں کہ پاکستان بننے پر روئے زمین کے مسلمانوں کے ذہنوں میں قوت اور برکت کے اس منبع کی اہمیت کا احساس بیدار ہونے لگا ہے جس منبع کا نام اسلام ہے۔ اور جس کی تاثیر سے اپنے موقعہ پر صحیح فائدہ اٹھا کر مسلم لیگ کامیاب ہوئی تھی؟ اور کیا اس صورت میں وہ مسلم ممالک جن کو مسلمہ دنیا کے وجود میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح توانا ہے۔ لیکن جن کو مغربی طاقتوں نے زبردستی صرف اپنی سامراجیت کے قیام کا سہارا بنایا ہے۔ آزادی کی تڑپ میں ہماری طرف استمدادی نگاہوں سے دیکھنے میں حق بجانب نہیں؟ اور ان کی استمداد کے جواب میں ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے

یہ تو ظاہر ہے کہ ان ممالک کو اس اسلام کی ضرورت ہے۔ جس اسلام کو لے کر مسلم لیگ کامیاب ہوئی تھی۔ نہ کہ اس اسلام کی جس کی آڑ میں ہمارے دشمن ہمارے ملک کی سالمیت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس ایک طرف وہ اسلام ہے جس اسلام کے نام پر مسلم لیگ کامیاب ہوئی۔ جس اسلام نے قائداعظم اور ہمارے عوام کو پاکستان بنانے کی توفیق دی۔ جس کی تاثیر تمام اسلامی دنیا میں از سر نو عظمت رفتہ کو حاصل کرنے کے جذبہ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہی ہے۔ اور جس اسلام کی عظیم الشان افادیت سے مستفیض ہونے کے لئے اسلامی دنیا ہماری امداد کی مستحق ہے۔ اور دوسری طرف وہ اسلام ہے جس کا نعرہ پاکستان میں فرقہ داریت کو ہوا دینے کے لئے بلند کیا جاتا ہے۔ جس کا نام پاکستان کی سالمیت کو مٹانے کے لئے لیا جاتا ہے۔ اور جس کے علمبردار ہماری حکومت کے کھلم کھلا اعلانات کے مطابق وہ لوگ ہیں۔ جو قیام پاکستان سے پہلے ہمارے وطن اور ہماری نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے انتہائی مخالف تھے۔

آج کا یوم آزادی جبکہ ہمارے عوام ان دو اسلاموں کے دوراہے پر کھڑے ہیں۔ ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔ اور ہمارے مخالفوں اور ہمدردوں کی نگاہیں ہم پر لگی ہوئی ہیں۔ کہ ہم کون سے راستے کو اختیار کرتے ہیں۔ ہمارے محبوب اور کامیاب قائداعظم کی وفات کے بعد جبکہ ہمیں صحیح راستے سے ہٹانے کی سازش اور ہمارے عوام کو نئے راستے پر دھکیلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو قائداعظم کی روح اپنے پیرو کاروں کو پکار پکار کر کیا کہتی ہے؟ یہی کہ میں نے اسلام کی سچی تعلیم کا نچوڑ جو "اتحاد"۔ "ایمان" اور "تنظیم" کے سبق کی صورت میں تمہارے سامنے رکھا تھا۔ اسے کبھی مت بھولو۔ اور وہ اسلام جو مسلم لیگ کی کامیابی اور پاکستان کے قیام کا موجب ہے۔ جو تمام مسلم اقوام کو پھر آزاد اور صاحب شکوہ بنا سکتا ہے جو دنیا میں مظلوموں کا حامی اور ظالموں کا حقیقی مصلح ہے۔ پاکستان کے عوام کو دعوت دیتا ہے کہ جس راستے پر چل کر تم ایک بار کامیاب ہوئے ہو اسی پر چل کر تم مزید کامیابیاں حاصل کرو گے۔ اور جس سوراخ سے ہمیشہ تمہارے آباؤ اجداد اور تم کو بھی ڈسا جاتا رہا ہے۔ اس سوراخ کی طرف مت بڑھو۔

اقوالِ زرّین

(۱)

ہمارے حوصلے بلند ہیں بہادر قومیں خندہ پیشانی سے حالات کا مقابلہ کیا کرتی ہیں۔ ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ فتح و نصرت ہمارے قدموں میں ہے۔ قائدِ اعظم

(۲)

پاکستان مسلمانوں کی دس سال کی مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اب اسے دشمنوں کے مکروہ منصوبوں سے بچانا ہر مسلمان کا کام ہے۔ اس مقصد کے لئے مسلمانوں کو متحد ہو جانا چاہیئے۔

قائدِ اعظم

(۳)

اخلاقی قدروں کی فتح انسانیت کے زخموں کے لئے مرہم ہے۔ مسٹر غلام محمد گورنر جنرل پاکستان

(۴)

نہ صرف ثقافت و سیاست کے میدان میں بلکہ تجارت و صنعت کے شعبوں میں بھی باہمی رفاقت اور تعاون کے ذریعہ سے ہی دوستی اور خیرسگالی کے تعلقات مستقل بنیاد پر قائم ہو سکتے ہیں۔

آنریبل مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان

(۵)

انسانیت کی محبت رواداری مفاہمت اور صبر ایسی اخلاقی قدریں ہیں۔ جن کے بغیر کوئی انسانی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ گورنر جنرل پاکستان

(۶)

خطرات سے مت گھبراؤ زندہ قومیں ہمیشہ خطرات کا مقابلہ کرتی ہیں۔

وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان

(۷)

"اگر ہم پاکستان کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اپنے اندر کامل اتحاد پیدا کر لینا چاہیئے۔ اگر ہم اپنے اندر کامل اتحاد کر لیں۔ اور اخلاص اور دیانتداری کے ساتھ پاکستان کی خدمت کرنے کا تہیہ کر لیں۔ تو جلد ہی پاکستان دنیا کا طاقتور ترین ملک بن جائے گا۔ قائداعظم کے تن تنہا پاکستان حاصل کرنے کا راز ان کی دیانت۔ ان کے اخلاص۔ اور مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے جمع کرنے کی کامیاب کوشش میں مضمر تھا۔"

مسٹر لیاقت علی خان مرحوم

پاکستان کی حقیقی ترقی کا راز مسلم اقوام کے اتحاد میں ہے۔ اور مسلم حکومتوں کو اکٹھا کرنے اور اسلامی ممالک کی متحدہ سیاست میں ہے۔ پاکستان کو اپنے سفارتی تعلقات تمام اسلامی ممالک کے ساتھ استوار کرنے چاہئیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ

تقسیم کے وقت جماعت احمدیہ کی خدمات

۱ ۲۵ فروری ۱۹۴۷ء کو لنڈن سے یہ اعلان ہوا کہ :-

"برطانوی گورنمنٹ جون ۱۹۴۸ء تک تمام اختیارات ہندوستان کو سپرد کر دے گی"۔

اب سب سے بڑی مشکل پاکستان کے حاصل کرنے میں پنجاب میں یونینسٹ پارٹی کی حکومت تھی جسے ہندوؤں اور سکھوں کی تائید حاصل تھی۔ اس لئے پنجاب کی اسمبلی کا اس صورت میں مسلم لیگ کی خواہش کے مطابق پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کرنا ناممکن تھا۔ اور پنجاب کے بغیر پاکستان بن نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ میں کانگرس کا بہت اثر و رسوخ تھا۔ اس لئے مسلم لیگ نے حکومت پنجاب کے وزیر اعظم ملک خضر حیات خاں کے پاس اپنا خاص وفد بھیج کر کوشش کی۔ کہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ اتفاق کر لیں۔ مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ تب امام جماعت احمدیہ نے مسلم لیگ کی اس روک کو دور کرنے کے لئے کوشش فرمائی۔ جس کی موجودگی میں صحیح معنوں میں پاکستان بن ہی نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ آپ نے ملک خضر حیات خاں صاحب کو ایک خط لکھا اور سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو ان کے پاس بھیجا۔ جس کے بعد ملک خضر حیات خاں صاحب نے ۳ مارچ کو معہ اپنی وزارت کے استعفےٰ گورنر کے پاس بھیج دیا۔ اور مسلم لیگ کے لئے میدان خالی کر دیا۔

اس کے متعلق ٹریبیون نے اپنی اشاعت ۵ مارچ ۱۹۴۷ء میں لکھا :-

"معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خضر حیات خاں نے یہ فیصلہ سر محمد ظفر اللہ خاں کے مشورہ اور ہدایت کے مطابق کیا ہے۔ سنا جاتا ہے کہ مسلم لیگ کی تازہ ایجی ٹیشن کے دوران میں جماعت احمدیہ کے امام نے خضر حیات خاں کو خط لکھا۔ کہ وہ لیگ کے سامنے جھک جائیں۔ یہ خط سر محمد ظفر اللہ خاں کے ذریعے بھیجا گیا تھا۔ جنہوں نے اپنے امام کی ہدایت کی پر زور تائید کی۔ ملک خضر حیات خان صاحب نے سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو لاہور مشورہ کے لئے بلایا۔ جس کے بعد ملک صاحب نے وہ بیان دیا جو کہ اخبارات میں شائع ہوا"۔

اس سے مسلمانوں کو من حیث الجماعت اتنی خوشی ہوئی کہ ملک خضر حیات خان صاحب کی کوٹھی پر فرطِ مسرت سے نعرے لگائے گئے۔ اور ملک صاحب کو پھولوں کے ہاروں سے لاد دیا۔ اور قائد اعظم محمد علی صاحب جناح کو جو خوشی ہوئی وہ ان کے تین مارچ کے بیان سے ظاہر ہے۔ جو انہوں نے بمبئی سے جاری کیا :-

"مجھے آج صبح یہ سن کر خوشی ہوئی ہے کہ ملک خضر حیات خان نے اپنا اور اپنے کابینہ کا استعفےٰ داخل کر دیا ہے۔ ان کا یہ فیصلہ دانشورانہ ہے اور یہ توقع ہے کہ ڈاکٹر خان صاحب اس نیک مثال کی تقلید کریں گے"۔

اس کے بعد جب ناظر امور خارجہ سلسلہ احمدیہ مکرمی درد صاحب قائد اعظم سے ملے تو انہوں نے جماعت احمدیہ کی اس کوشش کا بہت شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ آپ نے نہایت آڑے وقت ہماری مدد کی ہے اور کہا I can never forget it کہ میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔

۲ جب اخبارات میں تقسیم پنجاب کا ذکر ہوا تو امام جماعت احمدیہ نے اس تقسیم کو روکنے کے لئے بھی کوشش کی۔ قائد اعظم محمد علی جناح کو بھی تار دیا گیا اور جماعت احمدیہ کی طرف سے وزیر اعظم حکومت انگلستان کو بھی تار دیا گیا۔ کہ پنجاب کی تقسیم خلافِ عقل اور خلافِ انصاف ہے۔ (الفضل ۲ مئی ۱۹۴۷ء)

کیونکہ پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اس لئے انصافاً وہ مسلمانوں کا حصہ تھا۔ لیکن ۲ جون کو گورنمنٹ کی طرف سے جو اعلان کیا گیا اس میں تقسیم پنجاب کے لئے یہ شرط لگائی گئی تھی۔ کہ مسلم اکثریت ۱۹۴۱ء کی مردم شماری کی رو سے ہوگی اور اس کے مطابق مسلم اکثریت والے اضلاع پاکستان میں آجائیں گے۔

اس اصول کے مطابق پنجاب کے سترہ ضلعے بشمول ضلع گورداسپور اکثریت والے ضلعے قرار دیئے گئے۔ اور باقی تیرہ ضلعے بشمول امرتسر ہندو اکثریت والے قرار پائے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا گیا تھا۔ کہ حدود کا آخری فیصلہ باؤنڈری کمشن کرے گا۔ نیز اس منشور کے فقرہ ع۹ میں یہ الفاظ بھی لکھے گئے تھے۔ کہ علاقوں کی تقسیم میں آبادی کے علاوہ other factors یعنی دوسرے حالات کو بھی دیکھا جائے گا۔

۱۵ جولائی ۱۹۴۷ء سے حکومتِ ہندوستان اور حکومتِ پاکستان نے اپنا اپنا کام علیحدہ علیحدہ طور پر شروع کیا۔ اور باؤنڈری کمشن نے لاہور میں اپنی کارروائی شروع کی۔ سکھوں کا مطالبہ یہ تھا اور وہ یہ توقع رکھتے تھے کہ کم از کم دریائے چناب تک انہیں علاقہ دیا جائے گا۔

مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے سر محمد ظفر اللہ خان صاحب لنڈن سے لاہور پہنچے۔ اور خود امام جماعت احمدیہ بھی تمام کارروائی دیکھنے اور سننے کے لئے عدالت میں موجود رہے۔ اور مناسب ہدایات دیتے رہے۔ علاوہ ازیں لنڈن سکول آف اکنامکس کے پروفیسر مسٹر سپیٹ کی جو باؤنڈری اکسپرٹ تھے خدمات حاصل کی گئیں۔ اور ان کے تمام اخراجات جماعت احمدیہ نے برداشت کئے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جس غیر معمولی قابلیت و لیاقت سے مسلم لیگ کا کیس پیش کیا۔ اور ضلع گورداسپور کو مغربی پنجاب میں شامل کرنے کے لئے جو ناقابلِ تردید دلائل دیئے۔ ان کا علم ان ایام کے روزنامہ اخبارات سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اخبارات نے یکزبان ہو کر چوہدری محمد ظفر اللہ خان کی تعریف کی۔ چنانچہ اخبار "نوائے وقت" نے باؤنڈری کمشن کے اجلاس کے خاتمہ پر لکھا :-

"حد بندی کمشن کا اجلاس ختم ہوا چار دن چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ ان کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقہ سے اربابِ اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔ سر ظفر اللہ خان صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا ہے مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی سے ادا کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلا لحاظ عقیدہ ان کے اس کام کے معترف اور شکر گذار ہوں گے"۔

(روزنامہ نوائے وقت مورخہ یکم اگست ۱۹۴۷ء)

لیکن ریڈ کلف نے جو کمشن کے صدر تھے خود حاضر ہو کر کیس کی سماعت بھی ضروری نہ سمجھی اور other factors کی آڑ لے کر ایسا فیصلہ دے دیا۔ جو عقل۔ انصاف۔ دیانت اور ۲ جون کے اعلان کے سراسر خلاف تھا۔ کیونکہ تقسیم کے بنیادی اصول کو کہ تقسیم اکثریت کی بنا پر ہوگی بالائے طاق رکھ کر ضلع گورداسپور کی جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی چار میں سے تین تحصیلیں مشرقی پنجاب کے ساتھ ملحق کر دی گئیں۔ مسٹر سپیٹ نے واپس لنڈن پہنچ کر۔ ایک تقریر کے دوران میں کہا :-

"ریڈ کلف کا ایوارڈ بالکل غیر منصفانہ تھا۔ اس سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ حالانکہ وہ پہلے ہی امید سے زیادہ قربانی کر چکے تھے۔ سکھ پنجاب میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کے مطالبات کے مطابق پنجاب کو تقسیم کرنا عملاً ناممکن ہے"۔

اور قائد اعظم نے اس فیصلے کے متعلق ۳۰ اگست ۱۹۴۷ء کو لاہور کے ایک عظیم الشان جلسہ میں یہ ریمارک پاس کئے :-

"ہمارے علاقہ کو کم سے کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہم پر آخری وار باؤنڈری کمشن کے فیصلے سے ہوا ہے۔ یہ فیصلہ سراسر غیر منصفانہ ناقابلِ فہم اور بدنیتی پر مبنی ہے۔ اس فیصلہ کی حیثیت محض سیاسی ہے قانونی نہیں ہے۔ تاہم چونکہ ہم باؤنڈری کمشن کے فیصلہ پر کاربند ہونے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اس لئے ایک معزز قوم کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پر کاربند رہیں۔ گو یہ ہمارے لئے سخت تکلیف دہ ہے۔ لیکن اب ہمیں ضبط اور تحمل سے کام لینا چاہیئے۔ اور امید کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہیئے"۔

۳ اس وقت تک وزراء حکومت پاکستان یکے بعد دیگرے اس رائے کا اظہار کر چکے ہیں کہ کشمیر کا سوال پاکستان کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اور استحکام پاکستان کے لئے کشمیر کا اس سے الحاق ضروری ہے۔ اور کشمیر کے ہندوستان سے الحاق کی صورت میں پاکستان کی ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن ستمبر ۱۹۴۷ء میں جبکہ ایک طرف ہندوستان کی نظریں کشمیر پر لگی ہوئی تھیں اور دوسری طرف اندرونِ کشمیر میں ڈوگرہ فوج اپنی سنگینیں اور رائفلیں ہاتھوں میں لئے ہوئے حکم کی منتظر تھیں۔ اور تیسری طرف سرحدی کانگرسی روپیہ کے بل بوتے پر ان کے لئے خطرہ کا موجب بن رہے تھے۔ اور حریت پسند مسلمان وادیٔ کشمیر میں۔ اس خوف زدہ بھیڑ کی طرح ہو گئے تھے جس کا کوئی راعی نہ ہو۔

اس وقت اس ضروری اور اہم سوال کی طرف سب سے پہلے جماعت احمدیہ کے آرگن "الفضل" نے توجہ دلائی۔ جب ریاست جوناگڑھ نے حکومتِ پاکستان کے ساتھ ملنے کا فیصلہ کیا اور دونو حکومتوں میں معاہدہ ہو چکا۔ تو ہندوستان نے بات چیت کرنے کے لئے اپنا ایک پولیٹیکل سکرٹری جوناگڑھ میں بھجوایا۔ حالانکہ معاہدہ کے پیشِ نظر حکومتِ پاکستان کے پاس آنا چاہیئے تھا۔

باقی ص ۱۵ پر

حب اٹھرا رجسٹرڈ:۔ اسقاط حمل کا مجرب علاج:۔ فی تولہ ۱½ روپیہ:۔ مکمل
خوراک گیارہ تولے پونے چودہ روپے ۱۳-۱۲ حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ
ملک اور بیرون ملک میں اپنے کاروبار کا تعارف الفضل کے ذریعہ کرائیے
سندات غلط ثابت کرنے والے کیلئے ایک ہزار روپیہ انعام
تریاق چشم رجسٹرڈ
خالص ممیرا اور دیگر قیمتی اجزاء سے مرکب شدہ سائنٹیفک طریق پر سال بھر میں صرف ایک ہی مرتبہ تیار ہو سکتا ہے۔ گذشتہ تیس برس سے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور نامور حکیموں۔ پروفیسروں سرکاری افسروں پیشہ وروں۔ طالب علموں اور پبلک کے عام افراد سے اپنے سریع التاثیر اور اکسیر ہونے کی شاندار سندات حاصل کر چکا ہے۔ ککرے خواہ کس قدر پرانے ہوں جڑ سے کاٹ دیتا ہے۔ آنکھوں کی اندرونی و بیرونی سرخی کو فوراً دور کرتا ہے۔ خارش۔ کھجلی۔ دھند اور آشوب کے لئے مفید ہے۔ روز بروز کی گرتی پلکوں اور کم بینائی کے لئے از حد مفید اور مجرب ہے۔ جو مریض لیمپ کی روشنی میں آنکھ نہ کھول سکتے تھے۔ چند یوم کے استعمال سے اپنا مطالعہ شروع رکھنے کے قابل بن گئے۔ بعض نے اسکو معجزہ قرار دیا۔ باوجود زود اثر ہونے کے بالکل بے ضرر ہے شیر خوار بچوں کیلئے بھی یکساں مفید ہے۔ اور لطف یہ کہ کسی پرہیز کی ضرورت نہیں۔ خدمت خلق کے پیش نظر قیمت صرف پانچ روپے علاوہ محصولڈاک۔ المشتہر: مرزا احاکم بیگ موجد "تریاق چشم" گڑھی شاہ دولہ صاحب گجرات پنجاب "حال خوتلہ منصف" چنیوٹ ضلع جھنگ
دولت سے بہتر
طاقت اور تندرستی کا دارومدار غذا کے پوری طرح ہضم ہونے اور فضلات کے کامل طور پر خارج ہو جانے پر ہوتا ہے۔ اگر آپ کا ہاضمہ کمزور یا دائمی قبض رہتی ہے۔ تو یقین جانئے آپ جو کچھ کھاتے ہیں سو گنوا دیتے ہیں۔ آخر کار نتیجہ یہ ہو گا طبیعت سست، حواس کند، مزاج چڑچڑا، سر درد، حافظہ کمزور، دل دھڑکنا، کمی خون، کمزوریٔ اعصاب کے بعد مراق ہو جائے گا۔ اگر آپ کامل صحت و تندرستی کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو شفاء میڈیکل فارمیسی ربوہ کی نئی ایجاد ہضمین (Hazmine) منگائیں۔ یہ دوائی کاروباری اور مصروف لوگوں کو جو ورزش نہیں کر سکتے۔ ورزش کے تمام فوائد سے مستفید کرتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک ماہ خوراک پانچ روپے ۔/۵ روپیہ
ملنے کا پتہ:۔ شفاء میڈیکل ہال ربوہ ضلع جھنگ
ہمارے عطریات کے بارے میں
جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور
سے تحریر فرماتے ہیں:۔
"مجھے ایسٹرن پرفیومری کمپنی ربوہ کے عطریات استعمال کرتے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ نہایت اعلیٰ ہو رہے ہیں۔ میں نے حنا۔ عنبری اور شمامہ شیراز کو خاص طور پر بے نظیر پایا۔"
ایسٹرن پرفیومری کمپنی ربوہ۔ ضلع جھنگ
اولاد نرینہ کی بیحد مجرب دوا۔ بیشمار تجربات ہو چکے
اولاد نرینہ
یہ نسخہ شاہی طبیب حکیم مولانا نور الدین صاحب نے جناب نواب محمد علی خان صاحب کو اپنے قلم سے تحریر فرما کر دیا۔
جن کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں۔ وہ اگر پہلے سوا مہینے کے اندر اس کا استعمال شروع کر دیں۔ تو خدا کے فضل سے لڑکا پیدا ہو گا۔ قیمت مکمل کورس پچیس ۲۵ روپے
طبیہ عجائب گھر پوسٹ بکس ۲۹۹ لاہور
دوائی فضل الٰہی اولاد نرینہ کے لئے جن کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں مفید اور مجرب ہے۔
قیمت مکمل کورس ۹۰ گولیاں ۔/۔/۱۶ روپے
دوائی خانہ آبادی مقوی دل مقوی باہ۔ علاج اٹھرا اور معین حمل کے لئے مفید دوائی قیمت ۴۰ گولی ۔/۱۰ روپے
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ
دینی سوالات اور ان کے جوابات (انگریزی)
پر
معزز رسالہ الفرقان کا تبصرہ
"یہ پچاس صفحات کا نہایت دلچسپ رسالہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ہستی سے لیکر تحریک احمدیت تک کے بارے میں مختلف سوالات کے دلچسپ جوابات دیئے گئے ہیں۔ موجودہ زمانے میں پیدا ہونے والے تمام سوالوں کا ایسے دلکش پیرایہ میں جواب دیا گیا ہے۔ کہ رسالہ ختم کئے بغیر چھوڑا نہیں جا سکتا۔"
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الٰہ دین سکندر آباد۔ دکن
سُوان
قلم جس میں دنیا کا بہترین نب لگا ہوا ہے۔
سُوان پین خریدیئے! آپ کو عمر بھر کیلئے ایک ساتھی مل جائیگا۔ یہ ایک ایسا قلم ہے جو ہر حالت میں آسانی و روانی سے لکھتا ہے، اور اس خصوصیت کا راز اس کے نب میں پوشیدہ ہے، جسے پرانے اور تجربہ کار کاریگر اپنے ہاتھ سے ایک ایک کر کے بناتے ہیں اور ہر شخص کو اپنے سٹائل کے عین مطابق نب مہیا ہو سکتا ہے۔
سُوان لیڈیز
ایک ستھرا، خوبصورت مگر چھوٹا قلم جسکے بنانے میں خاص خیال رکھا گیا ہے کہ چھوٹے پن کے باوجود زیادہ سے زیادہ کام دے۔ ہاتھ سے بنا ہوا سُوان کا ۱۴ کیرٹ گولڈ کا نب، اور سیلف فیلنگ لیور ایکشن۔
سُوان سیفٹی
اچھے نمونہ کا قلم جس میں ہاتھ سے بنا ہوا سُوان کا مشہور ۱۴ کیرٹ گولڈ نب لگا ہوا ہے۔ روشنائی کی زیادہ سے زیادہ مقدار بھرنے کیلئے اس ماڈل میں ڈراپر سے روشنائی بھری جاتی ہے۔
سُوان قلم
نفاستِ تحریر میں صد (۱۰۰) سالہ شہرت کا حامل
تقسیم کنندگان:
ملک اینڈ حق
کراچی۔ ڈھاکہ
چٹاگانگ
ٹریڈ مارک
تریاق اٹھرا:۔ حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں۔ فی شیشی ۲½ روپیہ۔ مکمل کورس پچیس ۲۵ روپے:۔ دواخانہ نور الدین احمدیہ ہال بلڈنگ لاہور
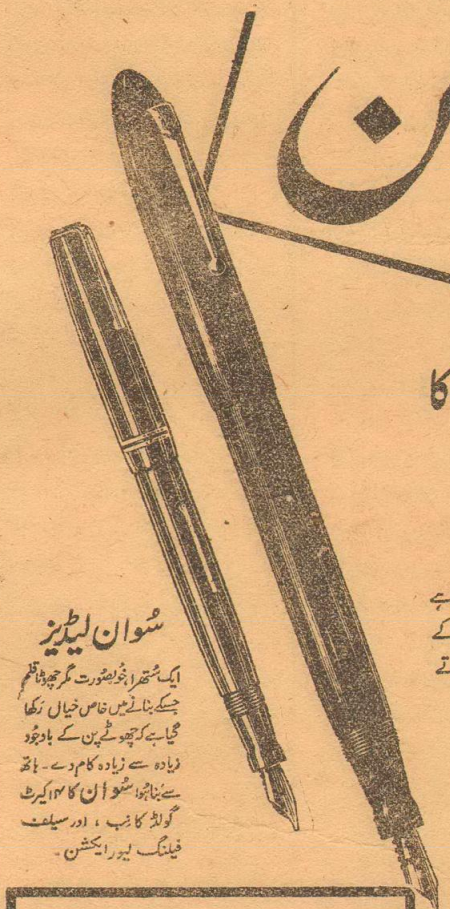
حقیقی آزادی

(از مکرم خورشید احمد صاحب شاد)

آج ہم آزاد ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ہم آزاد ہیں لیکن آزادی کی نعمت کی قدر و قیمت در اصل آزاد قومیں ہی جانتی ہیں۔ غلامی بہت بڑی لعنت ہے۔ محکوم کو کلیتہً حاکم قوم کی منشاء کے مطابق زندگی بسر کرنا پڑتی ہے۔ اس کی مذہبیات بھی نہ دین اپنا۔ حاکم قوم محکوم کے کلچر اس کی تہذیب و تمدن کو بزور بازو تبدیل کر دیتی ہے۔ رفتہ رفتہ اس کے دین پر دست درازی کر کے اس کے لئے ایسا ماحول پیدا کر دیتی ہے۔ جس سے اس کے لئے دو راستوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ موت یا تبدیلی عقائد۔ محکوم قوم کی ذہنیتیں اس قدر مسخ ہو جاتی ہیں کہ وہ حاکم کی کلیتہً اتباع میں فخر محسوس کرتی ہے۔ اس کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد الناس علی دین ملوکھم رہنمائی کرتا ہے۔

لیکن آزاد قوم اپنے کلچر کی خود تعمیر کرتی ہے۔ اس کے اپنے قومی اخلاق ہوتے ہیں۔ اس کا ہر فرد انفرادی حیثیت میں کلیتہً آزاد ہوتا ہے۔ کسی پر کوئی جبر نہیں کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسرے کو اس کے خیالات ترک کرنے یا اپنے خیالات منوانے پر مجبور کرے یہی حقیقی آزادی ہے۔ حقیقی آزادی جسم کی آزادی سے تعلق نہیں رکھتی جسم تو غلامی کی حالت میں بھی آزاد ہو سکتے ہیں۔ حقیقی آزادی، افکار و خیالات کی آزادی ہے۔ اعتقادات کی آزادی ہے۔ تہذیب و کلچر کی آزادی ہے۔ اگر کسی ملک کو آزادی کے باوجود اس کے باشندوں کو یہ آزادی حاصل نہیں۔ تو وہ بدستور غلام ہیں۔ آزادی افکار و خیالات سے تعلق رکھتی ہے اگر کسی ملک میں اس کے باشندے اپنے افکار و خیالات و اعتقادات کے اپنانے یا ان کے اظہار میں آزاد ہیں۔ تو وہ حقیقی آزاد ہیں۔ اگر حکومت یا عوام کی طرف سے وہ اس لحاظ سے مطمئن نہیں تو وہ آزاد نہیں۔ اور نہ ہی وہ ملک آزاد کہلانے کا مستحق ہے۔ وہ بدستور غلام ہے۔ اس کے عوام میں بدستور غلامانہ ذہنیت پائی جاتی ہے۔ ان میں وہ صلاحیتیں ہرگز اجاگر نہیں ہو سکتیں۔ جو آزاد افراد و اقوام میں ہوا کرتی ہیں۔

آج ہمیں آزاد ہوئے چھ سال ہو رہے ہیں۔ کیا اس عرصہ میں ہم نے بھی اپنے اندر آزاد اقوام اور آزاد افراد کی صفات پیدا کیں۔ کیا یہاں ہر شخص کا ضمیر پوری طرح آزاد ہے۔ اور وہ اپنے صحیح افکار و خیالات اور اعتقادات کو بلا جھجک ظاہر کر سکتا ہے۔ کیا یہاں ایک غیر مسلم کو اپنے اعتقاد کے اظہار اور ان کی اشاعت کی اسی طرح اجازت ہے جس طرح ایک مسلم کو اور کیا یہاں مسلمانوں کے جمیع فرق ایک دوسرے کو اپنی اکثریت یا طاقت کے گھمنڈ میں محض اعتقادی اختلاف کی بناء پر مٹانے کے درپے تو نہیں کیا یہاں حکومت کی مشینری کسی قانون کی خلاف ورزی پر ہر شخص کے لئے بلا تمیز مساویانہ حرکت میں آتی ہے۔ کیا یہاں ملکی حقوق کے حصول کے دروازے ہر ایک کے لئے یکساں کھلے ہیں

اگر ایسا ہے۔ تو سمجھئے کہ ہم حقیقی آزاد ہیں۔ اور ہم نے آزادی کی نعمت پالی۔ اور آئندہ ہمارے لئے ترقی کے میدان بہت وسیع ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں تو سمجھئے کہ ہم ابھی تک بدستور غلامانہ ذہنیت لئے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے لئے بھی تباہی اور بربادی کے وہ خطرات موجود ہیں۔ جو غلامانہ ذہنیت رکھنے والے افراد یا اقوام کے لئے مقدر ہوتے ہیں۔

آزاد ملک کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے۔ کہ اس میں کسی شخص کے عقائد سے کوئی بحث نہیں ہوتی۔ خواہ اس ملک کی حکومت دینی ہو یا دنیوی۔ آزادی اعتقاد و افکار کو ہر مذہب نے قبول کیا ہے۔ اسلام نے تو اس کے متعلق واضح ارشاد فرمایا ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی کہ دین میں ہرگز کوئی جبر نہیں۔ اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی کی تمیز بالکل واضح ہے۔ ہدایت لوگوں کو خود ہی اپنی طرف کھینچے گی۔ گمراہی سے لوگ خود بخود متنفر ہوں گے۔ جس دین یا ہدایت کے لئے جبر کا طریق اختیار کیا جائے۔ وہ حقیقی دین اور ہدایت نہیں۔ محض بناوٹ اور زمانی ہاتھوں کی صنعت ہے۔ اسی اعتقادی آزادی کے سنہری اصول کو تسلیم کرتے ہوئے اسلام نے غیر مذاہب کی مقدس جگہوں کی حفاظت کی تاکید فرمائی ہے۔ فرمایا ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا کہ اگر لوگوں کو دفاع کی اجازت نہ دی جائے۔ تو نتیجہ یہ ہو۔ کہ ظالم ان کے گرجوں۔ خانقاہوں۔ عبادت گاہوں۔ اور مساجد کو گرا دیں۔ جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں دیکھا۔ کہ میرا نام لینے والا کون ہے اور کس طریق سے لیتا ہے۔ بلکہ یہ دیکھا ہے۔ کہ یہ میرا نام لیتا ہے۔ باقی اس کا طریق کیا ہے۔ اس سے بحث نہیں کی۔ ہر شخص اپنی اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق جو طریق چاہے اختیار کرے۔ کسی انسان کو اس سے تعرض کا کوئی حق نہیں۔ اس کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ اب یہ اس طریق کی وضاحت اور جاذبیت کا سوال ہے۔ جس قدر اس میں کشش ہوگی۔ اسی قدر لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ کسی طریق کے دلائل و براہین کے سامنے عاجز آ کر بزور بازو اسے دبانے کی کوشش کرنا سراسر غیر اسلامی طریق ہے

اب سوال یہ ہے۔ کہ آیا ہم پاکستانی یہ طریق تو نہیں اختیار کئے ہوئے۔ اگر ہمارا یہ طریق ہے۔ تو سمجھئے۔ یہ سراسر غیر اسلامی اور آزادی کی روح کے سراسر منافی ہے جب تک ہم میں یہ عادات پائی جاتی ہیں۔ ہم اپنے آپ کو آزاد نہیں کہہ سکتے۔

بقیہ صفحہ ۱۳

اور حکومت ہند نے بمبئی میں جوناگڑھ کی ایک آزاد حکومت کر دی۔ نیز اعلان کیا۔ کہ حیدرآباد کو آزادی نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ اس کی حد ہندوستان سے ملتی ہے۔ تو "الفضل" نے حکومت پاکستان کو توجہ دلاتے ہوئے لکھا:۔

"کشمیر کی اسی فی صدی آبادی مسلمان ہے۔ جو پاکستان سے ملنا چاہتی ہے۔ مگر حکومت پاکستان نے کیوں بار بار یہ اعلان نہ کیا۔ کہ ہم کوئی دخل اندازی پسند نہیں کریں گے۔ جب تک کشمیر میں آزاد حکومت کے ماتحت ریفرنڈم نہیں کیا جائے گا۔ ہم کشمیر کو ہندوستان میں شامل نہیں ہونے دیں گے۔ خصوصاً جبکہ اس کی سرحد سینکڑوں میل تک ہماری سرحد سے ملتی ہے۔ اگر اس قسم کا احتجاج کیا جاتا۔ تو یقیناً کشمیر کی پوزیشن اور ہوتی۔ جس طرح جوناگڑھ کے مقابلے میں ہندوستانی یونین نے ایک الگ حکومت قائم کر دی ہے۔ کشمیر کے متعلق بھی پاکستان کو اعلان کر دینا چاہیئے۔ کہ اگر ہمارے علاقہ میں آزاد گورنمنٹ بنی تو ہم اس پر گرفت نہیں کریں گے ....

ہم نے وقت پر حکومت اور ملک کے سامنے خطرات رکھ دیئے ہیں۔ خدا کرے مسلمان اس صدمہ عظیم سے بچ جائیں۔ اور ان خطرناک نتائج سے محفوظ ہو جائیں۔ جو کشمیر کے انڈین یونین میں شامل ہونے سے پیدا ہوں گے۔"

(الفضل مورخہ ۴ ر اکتوبر ۱۹۴۷ء)

کشمیر آزاد گورنمنٹ کے قیام کے سلسلہ میں صرف توجہ دلانے پر ہی اکتفا نہ کی گئی۔ بلکہ جماعت احمدیہ پاکستان جو جائز امداد دے سکتی تھی۔ وہ اس نے دی۔ چنانچہ اس کے بعد فوراً ہی آزاد کشمیر گورنمنٹ کا راولپنڈی سے اعلان ہو گیا۔

مسٹر محمد علی وزیر اعظم

خان عبدالقیوم خاں وزیر خوراک و صنعت

چودھری محمد ظفراللہ خاں وزیر خارجہ

مسٹر غلام محمد گورنر جنرل

چودھری محمد علی وزیر خزانہ

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی وزیر تعلیم

نواب مشتاق احمد گورمانی وزیر داخلہ